اعــــلان

آج کے روزنامہ تعمیر میں ڈاکٹر رفیع الدین ناصر اورنگ آباد کے علمی تدریسی اور تصنیفی خدمات کا خصوصی جائزہ لیا گیا ہے جس کے تحت اندرونی صفحات پر مضامین شامل ہیں اسی طرح بیڑ شہر سے ان کی نسبت اور ابتدائی تعلیم کو لیکر مدیر قاضی مخدوم نے بیڑ کے پس منظر میں خاکہ ترتیب دیا ہے جو صفحہ اول پر ہے۔

ادارہ

SINCE: 2001 WITH POSITIVE VALUES

TAMIR -E- SIASAT تعمیر سیاست

Editor in chief :Quazi Makhdoom 9270574444 | Tameerurdu@gmail.com | نائب مدیر: قاضی مجیب الرحمن | ایڈیٹران چیف: قاضی مخدوم

RNI.NO.MAHURD/2017/72712 / Vol:08 / Issue : 294 Friday 31th October 2025 / Rs.2 / Pages: 4 / www.dailytameer.com / جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۲۹۴ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۲۰۲۵ء، بروز جمعہ، ۸ جمادی الاول ۱۴۴۷ھ، قیمت ۲ روپے، صفحات: ۴

بقایہ بل کی وصولی کے لیے 17 بچوں کو یرغمال بنانے والے ٹھیکیدار

روہت آریا کا انکاؤنٹر! پوئی میں چار گھنٹے تک یرغمال ڈرامہ

قاضی ضمیر کی رپورٹ

ممبئی: جمعرات کی دوپہر پوئی میں ایک دل دہلا دینے والا واقعہ پیش آیا جس میں ایک نوجوان ٹھیکیدار نے محکمہ تعلیم کے بقایا بل کی وصولی کے لیے 17 بچوں کو یرغمال بنالیا۔ تقریباً چار گھنٹے تک مہاویر کلاسک عمارت میں یہ یرغمالی ڈرامہ چلتا رہا، جس کے بعد ممبئی پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے ٹھیکیدار کو انکاؤنٹر میں ہلاک کیا اور تمام 19 افراد، بشمول بچوں کو، بحفاظت رہا کرالیا۔ ٹھیکیدار کا نام روہت آریہ بتایا گیا ہے، جس کا محکمہ تعلیم کے ساتھ صفائی مہم کے ایک منصوبے کا دو کروڑ روپے کا بل بقایا تھا۔ حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے اس نے بچوں کو "ویب سیریز آڈیشن" کے بہانے بلا کر پوئی کے آر اے اسٹوڈیو میں قید کر دیا۔ روہت آریہ نے بچوں کو یرغمال بنانے کے بعد ایک ویڈیو سوشل میڈیا پر جاری کیا، جس میں حکومت کے نمائندوں سے بات چیت کا مطالبہ کیا۔ پولیس کے مطابق اس کے پاس ایک ایئر گن اور

کچھ کیمیکل مواد بھی موجود تھا۔ یہ واقعہ ممبئی جیسے مصروف شہر میں دن دہاڑے ہونے پر والدین میں سخت بے چینی پھیل گئی۔ اپنے بچوں کو سلامت دیکھنے کے بعد والدین نے سکون کا سانس لیا۔ اس واقعے کے بعد سیاسی ہلچل بھی پیدا ہوگئی ہے۔ مخالف جماعتوں نے ٹھیکیداروں کے بقایا بل کے معاملے پر مہایوتی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ سوشل میڈیا پر روہت آریہ کی ایک ویڈیو وائرل ہوئی ہے جس میں وہ اس وقت کے وزیر تعلیم دیپک کیسرکر کے ساتھ نظر آتا ہے۔ پوئی کے مہاویر کلاسک سوسائٹی کے آر اے اسٹوڈیو میں گزشتہ چھ دنوں سے دس سال سے کم عمر کے بچوں کے "ویب سیریز آڈیشن" ہو رہے تھے۔ آج وہاں 17 بچے موجود تھے، جبکہ روہت آریہ کے ساتھ ایک بزرگ اور ایک دیگر شخص بھی موجود تھے، یوں کل 20 افراد کمرے میں تھے۔ دوپہر ایک بجے تک بھی روہت آریہ نے بچوں کو کھانے کے لیے باہر نہیں جانے دیا، جس سے والدین پریشان ہوگئے۔ کچھ دیر بعد بچوں کے شور کی آوازیں سن کر والدین نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچی۔ معلوم ہوا کہ روہت آریہ نے 17 بچوں، ایک بزرگ شہری اور ایک عام شخص سمیت 19 افراد کو ایئر گن کے زور پر قید کر رکھا ہے۔ مزید کمک طلب کی گئی۔ اس دوران اس نے ویڈیو بنا کر مطالبے پیش کیے اور دھمکی دی کہ اگر حکومت نے بات نہ کی تو وہ ہال میں آگ لگا کر خودکشی کر لے گا اور اس میں اگر بچوں کو نقصان ہوا تو حکومت ذمہ دار ہوگی۔ پولیس کی ایک ٹیم نے اس سے مذاکرات کرنے کی کوشش کی، جبکہ دوسری ٹیم بچوں کو باہر نکالنے کی تیاری کر رہی تھی۔ چونکہ روہت مذاکرات پر آمادہ نہیں ہوا، ایک افسر نے بہادری سے باتھ روم کے ذریعے اندر داخل ہوکر مدد کی۔ جب واضح ہوا کہ روہت ہتھیار ڈالنے والا نہیں ہے، پولیس نے اس پر گولی چلائی جو اس کے سینے میں لگی اور وہ موقع پر ہی گر گیا۔ پولیس نے تمام 17 بچوں سمیت 19 افراد کو باہر نکالا۔ زخمی روہت کو سیون ہلز اسپتال پہنچایا گیا، لیکن کچھ ہی دیر میں وہ دم توڑ گیا۔ اس واقعے نے بڑی سنسنی پھیلا دی ہے اور کم سن بچوں کی حفاظت کا مسئلہ دوبارہ زیر بحث آیا ہے۔ روہت آریہ نے ویڈیو میں کہا: "میں دہشت گرد نہیں ہوں۔ میری کچھ سادہ مانگیں ہیں۔ خودکشی کرنے کے بجائے بچوں کو یرغمال بنایا، تاکہ حکومت سے بات ہو سکے۔ میں پیسے نہیں مانگ رہا۔ یکم مئی سے احتجاج پر بیٹھا ہوں، مگر صرف وعدے ہو رہے ہیں۔ اب میں بھوک ہڑتال پر ہوں، پانی بھی نہیں پی رہا۔ اگر حکومت نے سنجیدگی نہیں دکھائی تو انجام وہی ہوگا۔" وہ مزید بولا: "میں اکیلا نہیں ہوں، بہت لوگ ایسے ہیں جن کی یہی حالت ہے۔ حل بات چیت سے ہی نکل سکتا ہے۔" ابتدائی معلومات کے مطابق اس نے محکمہ تعلیم کے لیے "صفائی مانیٹر پروجیکٹ" کے تحت قرض لیا تھا، اور حکومت کی جانب سے بل کی عدم ادائیگی کے باعث کروڑوں کا نقصان ہوا، جس پر توجہ دلانے کے لیے اس نے یہ قدم اٹھایا۔ "تھرسڈے" فلم جیسا منظر تعلیم محکمہ کے ساتھ صفائی منصوبے کے دو کروڑ روپے بل کی عدم ادائیگی سے روہت آریہ سخت پریشان تھا۔ وہ کچھ دن پہلے احتجاج پر بیٹھا تھا لیکن کوئی کارروائی نہ ہونے پر اس نے بچوں کو یرغمال بنانے کا انتہائی قدم اٹھایا۔ اس نے اپنا منصوبہ پچھلے سال ریلیز ہونے والی ہندی فلم "تھرسڈے" کی کہانی پر مبنی رکھا، جس میں آڈیشن کے بہانے بچوں کو یرغمال بنایا گیا تھا۔ تاہم، اس کوشش میں اسے اپنی جان گنوانی پڑی۔

'آئی لو محمد' احتجاج کیس: الٰہ آباد ہائی کورٹ نے دو افراد کو گرفتاری سے راحت دی

الٰہ آباد: (ایجنسی) الٰہ آباد ہائی کورٹ نے بریلی میں "آئی لو محمد" احتجاج کیس میں نامزد دو مسلم افراد، ندیم خان اور ببلو خان کو، عبوری راحت دیتے ہوئے پولیس کی جانب سے چارج شیٹ داخل کئے جانے تک ان کی گرفتاری پر روک لگا دی ہے۔ جسٹس سدھارتھ ورما اور جسٹس رام منوہر نارائن مشرا کی ڈویژن بنچ نے حکم دیا ہے کہ تحقیقات مکمل ہونے تک ان دونوں کو گرفتار نہ کیا جائے۔ واضح رہے کہ ۲۶ ستمبر کو "آئی لو محمد" کے پوسٹر ہٹانے کے خلاف احتجاج پھوٹ پڑنے کے بعد دونوں کے خلاف بارہ دری پولیس اسٹیشن میں ایک ایف آئی آر درج کی گئی تھی۔ 'ایسوسی ایشن فار پروٹیکشن آف سول رائٹس' (اے پی سی آر) کی ایک رپورٹ کے مطابق، ان پوسٹروں پر پولیس کی کارروائی ایک ملک گیر کریک ڈاؤن میں بدل گئی ہے۔ اب تک، ۴۵۰۵ مسلمانوں پر مقدمے درج کئے گئے ہیں جن کے تحت ۲۶۵ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے۔ ان میں سے ۸۹ گرفتاریاں صرف بریلی میں ہوئی ہیں۔ ایک فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ میں بھی الزام لگایا گیا ہے کہ عالم دین مولانا توقیر رضا خان کی قیادت میں احتجاج کے بعد پولیس نے مظاہرین کے خلاف ضرورت سے زیادہ طاقت کا استعمال کیا۔ ہائی کورٹ نے 'حضرت خواجہ غریب نواز ویلفیئر ایسوسی ایشن' کی جانب سے دائر کردہ مفاد عامہ کی درخواست پر بھی سماعت شروع کر دی ہے۔ سینئر وکلاء سحر نقوی اور محمد عارف نے اپنی درخواست میں پولیس کے ذریعے تشدد، غیر قانونی املاک کو گرانے اور جھوٹی ایف آئی آرز درج کرنے کے خلاف عدالتی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ، درخواست گزاروں نے گرفتاری سے تحفظ اور ایف آئی آر کو منسوخ کرنے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ان پر تشدد بھڑکانے کا جھوٹا الزام لگایا جا رہا ہے۔ عدالت نے حکام کو اگلی سماعت سے قبل اپنی تفصیلی وضاحت پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔

عمر خالد اور دیگر کی ضمانت کی حسب معمول مخالفت

دہلی: (ایجنسی) دہلی پولیس نے عمر خالد، شرجیل امام، خالد سیفی، گلفشاں فاطمہ سمیت ۸ ملزمین کی ضمانت کی عرضی پر سپریم کورٹ کے سخت رویہ اور سرزنش کے بعد بالآخر اپنا جواب داخل کر دیا ہے۔ یہ جواب دہلی پولیس کی اسی گھسی پٹی تھیوری کو پیش کرتا ہے کہ عمر خالد اور دیگر نے دہلی فسادات کی سازش رچی تھی تاکہ مرکز میں حکومت تبدیل کی جاسکے۔ تقریباً ۱۷۷ صفحات پر مشتمل مفصل حلف نامہ میں دہلی پولیس نے کہا ہے کہ ان ملزمین کو کسی بھی قیمت پر ضمانت نہ دی جائے کیوں کہ یہ فسادات "ایک منظم اور طویل المدت سازش کا نتیجہ تھے"، جس کا مقصد نہ صرف شہریت ترمیمی قانون (سی اے اے) کے خلاف ملک گیر سطح پر عدم اطمینان پیدا کرنا تھا بلکہ "حکومت کی تبدیلی" کی راہ ہموار کرنا بھی تھا۔ پولیس نے اس سلسلے میں عمر خالد اور شرجیل امام سمیت دیگر ملزمین کی ضمانت کی سخت مخالفت کی ہے۔ واضح رہے کہ آج سپریم کورٹ میں عمر خالد اور دیگر کی ضمانت کی عرضی پر حتمی سماعت ہوگی کیوں کہ عدالت نے گزشتہ سماعت کے دوران دہلی پولیس کی کلاس لیتے ہوئے اسے حلف نامہ داخل کرنے کے لئے صرف چند روز کی مہلت دی تھی اور یہ واضح کر دیا تھا کہ ۳۱ اکتوبر کو ضمانت پر فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ اس سے قبل دہلی پولیس نے اپنے حلف نامہ میں دعویٰ کیا کہ فسادات کی سازش پہلے سے تیار کی گئی تھی اور اسے اس طرح بنایا گیا کہ جب امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ دورۂ ہند پر ہوں تو زبردست احتجاج کیا جائے تاکہ عالمی میڈیا کی توجہ حاصل ہوجائے اور حکومت ہند کو بین الاقوامی سطح پر "مسلم مخالف امیج" کے ساتھ پیش کیا جاسکے۔ حلف نامے میں پولیس نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ ریکارڈ پر موجود پیغامات، کال ڈیٹا، میٹنگز کے نوٹس اور متعدد گواہوں کے بیانات اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ ملزمین نے ملک میں فرقہ وارانہ خطوط پر کشیدگی بڑھانے کی منظم کوشش کی۔

پولیس کے مطابق یہ صرف احتجاج نہیں تھا بلکہ "منصوبہ بند تشدد" تھا، جسے سی اے اے مخالف مظاہروں کے پردے میں انجام دینے کی کوشش کی گئی۔ حلف نامے کے مطابق 'چیٹ میسیجز اور فون ریکارڈنگز' میں اس دورہ کا حوالہ موجود ہے۔ پولیس نے اپنے حلف نامہ میں یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ ملزمین خود ہی ٹرائل میں تاخیر کے ذمہ دار ہیں اس لئے انہیں چارج شیٹ فائل کرنے میں تاخیر کی بنیاد پر ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ پولیس نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ یو اے پی اے کے تحت گرفتار ہونے والے ملزمین چھوٹے موٹے جرائم میں ملوث نہیں ہوتے، ان کے جرائم نہایت سنگین نوعیت کے ہوتے ہیں اسی لئے ان معاملات میں اصول یہی ہے کہ انہیں جیل میں رکھا جائے، ضمانت نہ دی جائے۔ یاد رہے کہ فروری ۲۰۲۰ء میں ہونے والے دہلی فسادات میں ۵۳ افراد ہلاک ہوئے تھے، جن میں بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی جبکہ سرکاری اور نجی املاک کو شدید نقصان پہنچا تھا اور وہ بھی زیادہ تر مسلمانوں کی ہی تھیں۔

حکومت بے موسم بارش سے ہوے نقصان کی بھرپائی دیں

ناسک (حمید خان کے ذریعے)، ڈنڈوری لوک سبھا کے رکن پارلیمنٹ بھاسگر بگھرے اور ناسک لوک سبھا کے رکن پارلیمنٹ جناب۔ راجا بھاؤ واجے صاحب نے مرکزی وزیر زراعت شیوراج سنگھ چوہان صاحب سے ملاقات کی اور ان کی توجہ مہاراشٹر کے کسانوں کے اہم مسائل بشمول ڈنڈوری اور ناسک لوک سبھا کی طرف مبذول کروائی! بلی راجہ کو بچانے اور اس کی خودکشی کو روکنے کے لیے، قرضے مکمل طور پر معاف کریں! پیاز کے کاشتکاروں کو انصاف دلانے کے لیے ایکسپورٹ پالیسی کسانوں کے مفاد میں بنائی جائے اور دیگر ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔ انگور کا یہ سیزن مسلسل بارشوں کی وجہ سے ضائع ہو گیا ہے، اور انگور کے کاشتکاروں کو آزادانہ، ٹھوس اور خاطر خواہ مدد فراہم کریں! تمام فصلوں جیسے چاول، سویابین، مکئی، ٹماٹر، سبزیوں کو شدید بارشوں سے ہونے والے نقصان کا تخمینہ لگایا جائے اور کسانوں کو خاطر خواہ امداد فراہم کی جائے۔ امید ہے کہ وزیر موصوف جلد از جلد کسانوں کی بہبود کے لیے میرے تمام مطالبات پر مثبت فیصلہ لیں گے!

لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے سرفراز مشہور ادیب و شاعر محمد ارشد صدیقی اور فعال شخصیت جناب سید ممتاز علی ہاشمی کو ادارہ بھارتیہ اُردو وکاس فاؤنڈیشن سولاپور کی جانب سے تہنیت

بیڑ (غلام ثاقب) بھارتیہ اردو وکاس فاونڈیشن سولاپور کی جانب سے مشہور ادیب و شاعر جناب محمد ارشد صدیقی اور فعال شخصیت جناب سید ممتاز علی ہاشمی کو لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ تفویض ہونے کی مسرت میں ادارے کے صدر سلطان اختر نے شال پوشی و گل پوشی کے ذریعے تہنیت پیش کی۔ علمی و ادبی معتبر شخصیت ارشد صدیقی کی نصف صدی پر محیط علمی و ادبی تدریسی خدمات کے اعتراف میں اور بیڑ کی فعال و متحریک شخصیت جناب سید ممتاز علی ہاشمی کی طویل سماجی و تعلیمی خدمات کے اعتراف میں قومی اردو شکشک کرمچاری سنگھ بھارت نے لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ گزشتہ 26 اکتوبر غالب اکادمی نئی دہلی میں اس باوقار ایوارڈ سے نوازا ہے۔ اس موقع پر ادارہ احباب اردو ادب بیڑ کے سیکرٹری جواں سال ناقد غلام ثاقب اور ربیع احمد شریک تھے۔ اس مختصر تقریب کی عمدہ نظامت غلام ثاقب نے کی۔ سلطان اختر نے ایوارڈ یافتگان دونوں حضرات کی خدمت میں مبارکباد پیش کی و نیک خواہشات کا اظہار کیا

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کا جونا بازار بیڑ سے قاہرہ یونیورسٹی تک کا علمی و تدریسی سفر

خصوصی تحریر

قاضی مخدوم

بیڑ شہر ملک کے اُن علمی و تہذیبی مراکز میں شمار ہوتا ہے جہاں علم و ادب کے چراغ صدیوں سے روشن ہیں۔

اسی شہر کے قلب میں واقع تاریخی محلہ جونا بازار کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے علم و عرفان کی ایسی شخصیات پیدا کیں جنہوں نے مذہبی، سائنسی اور ادبی میدان میں اپنی مثال قائم کی۔

انہی باکمال سپوتوں میں ایک نمایاں نام ہے پروفیسر ڈاکٹر رفیع الدین ناصر، جنہوں نے اسی سرزمین کی خاک سے جنم لیا اور اپنی علمی محنت و تحقیق کے ذریعے مصر کی قاہرہ یونیورسٹی تک رسائی حاصل کی۔

علم و عرفان کا گلزار

دورِ نظام میں یہ بستی بیڑ شہر کے قلب اور معتبر علمی مرکز کے طور پر معروف تھی۔ یہاں اعلیٰ عہدے داران، وکلاء، تاجر، اطباء اور اساتذہ سکونت پذیر تھے۔ جن میں حضرت قادر بادشاہؒ، حضرت مولوی رونق علی صاحب، مولوی اشرف الدین فیضی، مولوی غلام محمد صاحب، حضرت بہاءالدین قادری، حبیب عبدالقادر جمل اللیل، حفیظ الدین وکیل، خواجہ وکیل، نورالدین بوہرے، عبدالحکیم سیٹھ، محترم قیصر بھائی امیر جماعت، احمد بن عبود بن محفوظ چاوس، رستم خان پٹھان، عبدالعظیم بحرالعلوم، قاضی حسن الدین، قاضی سالار، باسط ماموں قادری، اطہر بابر، قاضی شفیع الدین، مولوی گل محمد صاحب، محترمہ سیدہ راشدہ آپا قاریہ اور محترمہ احمدی آپا (مدرستہ المؤمنات)، خورشید آپا، جیسے معزز نام شامل ہیں۔

اسی بستی میں شعری و ادبی فضا کے علمبردار شاہ حسین نہری اور سید سجاد اختر، ظفر خان ناز، افسانہ نگار ارشد صدیقی اپنی تخلیقات سے روشنی پھیلا چکے ہیں نیز زندگی کا ایک حصہ یہاں گزارا ہے، اسی طرح تعلیمی میدان میں پچاس کے قریب کتابوں کے مصنف و مؤلف ڈاکٹر عرفان سعد اللہ غازی الدین صدیقی جن کی کتابیں ڈی ایڈ کے نصاب کا حصہ ہے وہ بھی اپنے بچپن کو ان گلیوں کے حوالے سے یاد کرتے ہیں، مضمون فزکس کے قابل پروفیسر بدیع الدین سر، انگریزی کے ہردلعزیز استاد مسیح الدین فاروقی نے سینکڑوں طلباء کے دلوں میں اپنی یادوں کو محفوظ کر رکھا ہیں۔ جبکہ آج یہی گلیاں حضرت مولانا مفتی عارف عارفی دامت برکاتہم جیسے روحانی و علمی وجود سے فیضیاب ہیں۔

ابتدائی زندگی اور علمی تربیت

موصوف کی پیدائش اسی بستی میں ہوئی۔ والدہ رابعہ آپا اور والد ناصر صاحب درس و تدریس سے وابستہ رہے، بچپن سے ہی رفیع الدین فرمابردار و کتابوں میں دلچسپی لینے والے طالب علم رہے۔ ابتدائی تعلیم ملیہ اسکول سے حاصل کی جہاں ذہانت، سنجیدگی اور علم دوستی کے باعث وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔ 1984ء میں ملیہ سے بارہویں جماعت میں نمایاں کامیابی کے بعد سائنس میں گریجویشن و پوسٹ گریجویشن مکمل کیا، اور پھر نوکھنڈہ کالج (اورنگ آباد) میں بطور لیکچرر تدریسی سفر کا آغاز کیا۔ ڈاکٹر صاحب اپنی علمی ترقی اور تصنیفی خدمات کا سہرا اپنے استادِ محترم مشرف علی عثمانی (امنبا جوگائی) کے سر باندھتے ہیں جو مضمونِ سائنس کے بہترین استاد اور جونا بازار کے ساکن عبدالجلیل قادری مشائخ کے داماد ہیں۔ مشرف علی عثمانی کی رہنمائی نے ان کی فکری تشکیل، تحقیقی سمت اور سائنسی بصیرت میں کلیدی کردار ادا کیا، جس سے موصوف کا قرآنی و سائنسی رجحان مزید گہرا ہوا۔

چار دہائیوں کی شاندار تدریسی خدمات کے بعد پروفیسر صاحب

31 اکتوبر 2025 کو اپنی ذمہ داریوں سے باوقار انداز میں سبکدوش ہو رہے ہیں۔ ان کی ریٹائرمنٹ ایک ایسے علمی دور کا اختتام ہے جس نے سینکڑوں طلبہ میں علم و تحقیق کی روح پیدا کی۔

قرآن کی روشنی میں علمِ نباتات کا سفر

ڈاکٹر صاحب نے اپنی پوری زندگی علمِ نباتات (Botany) کے مطالعہ اور تدریس کے لیے وقف کر دی۔ ان کے نزدیک یہ علم محض سائنسی تحقیق نہیں بلکہ قرآنی تفکر کا ذریعہ ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

> "وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ"

(سورۃ الأنعام، آیت 99)

ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر ہم نے اس کے ذریعے ہر قسم کے پودے اگائے۔"

ان کی تحقیق گویا اسی قرآنی آیت کی عملی تفسیر ہے۔ انہوں نے نباتات کے خلیاتی نظام، ماحولیاتی توازن اور قدرتی تنظیم پر اپنی گہری تحقیق کے ذریعے یہ واضح کیا کہ سائنس اور وحیِ الٰہی ایک دوسرے کے معاون و مؤید ہیں، متضاد نہیں۔

علمی خدمات اور تحقیقی رفعتیں

بیڑ کے اس سپوت نے اب تک پچاس سے زائد علمی و تحقیقی کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان کی نمایاں تصانیف میں شامل ہیں:

Plant Morphology and Ecology، Plant Physiology، Techniques in Plant Tissue Culture، Environmental Science، اور Medicinal Plants of Aurangabad۔

ان کی چار کتابیں مولانا آزاد نیشنل اوپن یونیورسٹی (MANUU) میں نصاب کا حصہ ہیں، جبکہ قاہرہ یونیورسٹی (مصر) میں ان کی دو تصانیف

A Textbook of Environmental Science اور Anatomy پڑھائی جاتی ہیں۔ یہ بیڑ اور ہندوستان دونوں کے لیے غیر معمولی اعزاز ہے کہ ایک مقامی استاد و محقق کی تحریریں عالمی درسگاہوں میں نصابی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔

اختراعات و ایجادات

پروفیسر صاحب کو ان کے سائنسی کارناموں کے سبب Hydrophonics Design پر برطانیہ کا پیٹنٹ (UK Patent) 28 مئی 2024ء کو حاصل ہوا۔ ان کے چار سو سے زائد تحقیقی مضامین بین الاقوامی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں، جبکہ 95 سے زائد قومی و عالمی سیمینارز میں مقالے پیش کر چکے ہیں۔ ان کی نگرانی میں 20 سے زائد ریسرچ اسکالرز نے ڈاکٹریٹ مکمل کی۔

بین الاقوامی شناخت اور قرآنی امتزاج

موصوف کا ماننا ہے کہ قرآن و سائنس ایک ہی حقیقت کے دو رخ ہیں۔ انہوں نے بیڑ کے ایک چھوٹے سے محلے سے اپنا سفر شروع کیا، اور آج ان کا نام دنیا کے 20 سے زائد ممالک کے علمی جرائد، تحقیقی اداروں اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں احترام سے لیا جاتا ہے۔ فی الحال وہ مولانا آزاد کالج (ڈاکٹر رفیق زکریا کیمپس، روضہ باغ، اورنگ آباد) کے شعبۂ نباتات (Department of Botany) کے صدر ہیں۔

محلہ جونا بازار کی مٹی سے اٹھنے والا یہ چراغ

آج قاہرہ یونیورسٹی کے علمی افق کو منور کر رہا ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کا سفر اس حقیقت کی گواہی دیتا ہے کہ "جب ایمان اور علم یکجا ہوں تو زمین و آسمان کے فاصلے سمٹ جاتے ہیں"۔

۔رفیع الدین ناصر کی تحقیقی و تخلیقی صلاحیتیں ہر اس صاحب قلم یا استاد کو دعوت فکر دیتی ہیکہ وہ دوران تدریس صرف اسکول کیمپس تک محدود نہ رہتے ہوئے اپنے تحریری کاموں کو جاری رکھ سکتا ہے فنون لطیفہ کے میدان سے لکھنے والے ہمیں مل جاتے ہیں لیکن سائنس جس میں نباتات و حیاتیات جیسے مضامین ہو اور جسے عام طور پر خشک سمجھا جاتا ہے اس کو دلنشین اور شگفتہ بنا کر طلباء اور پڑھنے والوں تک پہچانا یہ مصنف کا کمال ہوتا ہے جس میں رفیع الدین ناصر کامیاب رہے۔

Friday 31st October 2025
بروز جمعہ، ۳۱/اکتوبر ۲۰۲۵
TAMIR E-SIASAT
www.tameerurdudaily.com
दैनिक तामीर, बीड

ادب کا عاشق، سائنس کا مجنوں: ڈاکٹر رفیع الدین ناصر

عبدالقادر
اورنگ آباد (مہاراشٹر)
9960315096

اردو زبان ایک ہمہ جہت زبان ہے۔ اس زبان کا دائرہ بہت وست و مریض ہے۔ یہ زبان دنیا کی مشہور زبانوں میں شمار کی جاتی ہے لیکن افسوس کہ اس زبان کو جن لوگوں نے برتا انھوں نے اسی زبان کو شاعری اور نثر جیسے عنوانات میں مقید کر دیا اور کتے کے کہ اردو زبان دنیا کی دوسری زبانوں پر کی طرح ترقی کر رہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس زبان میں شاعری انثر اور دوسری اصناف وغیر معمولی ترقی ہوئی ان لوگوں کی نظریں دیگر شعبہ جات مثلا " سائنس اور ہیں۔ یکنالوجی کی طرف مرکوز نہیں ہوئی، جس کا منی نتیجہ یہ نکلا کہ اردو زبان عالمی ادبی زبان ہونے کے باوجود سائنسی فضا سے بے بہرہ رہی اور کی مانو وای سرزمین اور نیک آباد سے ایک شخص اٹھا اور اس نے پیڑا اٹھایا کہ وہ اس خوبصورت شیرینی زبان کو سائنسی میدان میں بھی پیچھے نہیں رہنے دے گا۔ پچ کہوں تو ان لوگوں نے اس زبان کی وسعت، معنویت، رومانیت، گہرائی و گیرائی کا فائدہ ہی نہیں اٹھایا۔ اس لئے جب بھی ہم اردو زبان کے تعلق سے سوچتے ہیں تو ہماری دینی و علمی از ان صرف اور صرف شاعری تک پہلے اور بعد میں دوسری اصناف سخن کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

ازقلم: عبدالقادر

اس سلسلے میں شہر اورنگ آباد جہاں اس زبان نے جنم لیا، پھولی پھلی، پروان یروان ہے۔ چڑھتی رہی کو یہ فخر حاصل ہو کہ یہیں سے ایک شخص نے جنم لیا، جس نے اس زبان کو شاعری کے گرہن سے نکال کر بین الاقوامی زبان کے صف میں لاکھڑا کیا اور اس کو سائنس اور ٹیکنالوجی جیسے علوم کے لئے بڑی خوبصورت اور چابک دستی سے استعمال کیا اور کر رہے ہیں۔ اس جیالے شخص کو دنیا ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کے نام سے جانتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں حضرت سلیمان کو لوگ اس لئے جانتے ہیں کہ انہیں جانوروں کی زبان آتی تھی اور دو جانوروں سے اُسی طرح گفتگو کرتے تھے جیسے ہم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ لیکن رفیع الدین ناصر کو نباتات، جڑی بوٹیوں، بیل، پتے، پھول اور نہ جانے کتنے ایسے نباتات ہیں جن کو عام آدمی نہیں جانتا یا وہ عام آدمی کی دسترس سے باہر ہیں، سے باتیں کرتے نظر آتے ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ وہ ان نباتات سے خود با تیں نہیں کرتے بلکہ یہ تمام نباتاتی دنیا رفیع الدین ناصر سے گفتگو کرتی نظر آتی ہے تو غلط نہ ہوگی۔ اردو زبان کو سائنسی مضامین کے لئے اورنگ آباد سے کیپٹن ڈاکٹر ایم ایم شیخ اور پروفیسر مسعود احمد اور دیگر بڑے شہروں سے اسلم پرویز عبدالودود انصاری، مسعود محی الدین وفیسر وہاب قیصر، ڈاکٹر عمری اور کھلی کی نوے فصل پائی وغیر کے نا بہت اہم ہیں۔

اگر آپ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی کتابوں کا مطالعہ کریں تو آپ کو بخوبی یہ اندازہ ہو جائے گا کہ آپ نے سائنس کے ہر مضمون کو اپنے مخصوص ادبی انداز سے سنوارا ہے۔ کیونکہ انھیں علم و ادب اور شاعری سے کافی لگاؤ رہا ہے۔ وہ علمی و ادبی محفلوں میں بڑے مشاق نظر آتے ہیں اور سائنسی سمینار، ورک شاپ میں بھی بڑے مستعد اور توانا (Energitic) دکھائی دیتے ہیں۔ وہ ہر گل اردو کے اشعار کا استعمال کرتے رہتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت کا میلان (جھکاؤ) نثر سے زیادہ شاعری کی طرف رہا ہے۔

رفیع الدین ناصر نے اپنے تمام مضامین میں ہماری روز مرہ کی زندگی مثلا غذا، ماحول، مختلف امراض کی رہنمائی، پھلوں اور جڑی بوٹیوں کی خصوصیات اور انسانی زندگی میں ان کی اہمیت وافادیت پر پر مغز روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے سائنسی مضامین کے ذریعے ہماری زندگی سے وابستہ ہر اس حقیقت کو اپنے مخصوص اور دل نشین انداز میں پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی یہی تحریر اور مضامین ادب کا حصہ کہلانے کے مستحق ہیں۔ اگر ہم موجودہ دور پر نظر ڈالیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ دور سائنسی ترقی اور ایجادات کے نت نئے انکشافات کا ہے۔ ان ایجادات کا مطالعہ ہمارے لئے ناگزیر ہے۔ انگریزی زبان میں اس سمت بہت کام ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، مگر ہم اردو والے ابھی بھی خواب خرگوش میں ہیں اور اس سائنسی ترقی کی طرف متوجہ ہونے میں تساہل برت رہے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی تمام کوششیں آج کے نہ صرف طالب علم کو جگانے کا کام کر رہی ہیں بلکہ ہمیں زمانے کے ساتھ ساتھ چلنے کی بھی دعوت دے رہی ہے اور بقول مولانا حالی کہ ہے

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر ایک نہ جھکنے والے

نوجوان دانشمند ہیں۔ انھوں نے نہ صرف بے شمار قومی ریاستی اور بین الاقوامی سطح پر انعامات حاصل کئے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنی تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آج کے ہونہار طالب علموں میں ایک سائنسی نقطہ نظر پیدا کیا ہے اور دو اس کام میں ہمہ وقت منہمک رہتے ہیں۔ یہی وجہ کیا ہے۔ ہے کہ وہ اپنے معاصرین سے بالکل الگ تھلگ نظر آتے ہیں۔ وہ ہر وقت اردو میں سائنسی موضوعات پر تحقیق و تخلیق کے علاوہ سائنسی کتا ہیں، مضامین، ریڈیو پر سائنسی موضوعات پر تقریر میں اور مختلف رسالوں اور اخبارات میں اپنی سائنسی تحریروں کی وجہ سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا کے تقریبا آدھے ممالک میں اس طرح جانے پہچانے جاتے ہیں جس طرح وہ شہر اور یگ آباد میں مشہور ہیں۔ اب میں ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی شخصیت کا ایک اجمالی خاکہ پیش کرتا ہوں۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر ول نصیر الدین کا تعلق مرہٹواڑہ کے ضلع پیڑ کے تعلیم یافتہ گھرانے سے ہے۔ وہ ایک خوش مزاج، خوش بیان، خوب سیرت، رحم دل ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی طبیعت میں بزرگوں کا ادب، کمزوروں کی مدد، چھوٹوں پر شفقت ہر صورت میں ہر حال میں اور ہر جگہ دکھائی دیتی ہے۔

اگر ہم ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی نثر نگاری پر نظر ڈالیں تو ان کی تمام تصانیف میں بڑی سیدھی سادھی اور آسان زبان کا استعمال نظر آتا ہے۔ گویا وہ اپنی تحریروں میں دانستہ طور پر تیل اور ادق زبان سے گریز کرتے ہیں۔ اپنی بات کو اپنی تحریروں کے ذریعے بڑی روانی و آسانی سے پڑھنے وا والوں کی نذر کرتے ہیں۔ ان کی تحریروں میں گنجلک اور بھاری بھرکم الفاظ کا جال نظر نہیں آتا اور نہ ہی پڑھنے والا کسی اکتابت اور جھنجھلاہٹ محسوس کرتا ہے۔ دو اپنی تحریروں میں اپنے خیالات کو بڑے مختصر اور جامع انداز میں اپنے قاری تک پہنچا دیتے ہیں۔ انھوں نے سائنسی ڈاکٹر رفیع الدین اصطلاحات کو بڑی محنت اور عرق ریزی سے آسان بنا کر اپنی تحریروں میں پیش کیا ہے۔ اُن کے سائنسی مضامین اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر ان خوش قسمت ادیبوں میں سے ہیں جنھوں نے کئی سائنسی کتا ہیں لکھیں۔ ان کتابوں کی فہرست بڑی طویل ہے۔ ان کے کئی مضامین علاقائی، ریاستی اور بین الاقوامی رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان کی اس لگن، دلچسپی محنت اور جد و جہد کو دیکھتے ہوئے انھیں قومی اعزازات سے نوازا گیا ہے۔ یہ سب ان کے علم و ادب اور سائنس کے ذوق و شوق کے تذکرے تھے، ایک اور شخصیت بھی ناصر صاحب کے پاس بڑی وضع داری کے ساتھ دکھائی دیتی ہے اور وہ ہے اُن کا اسلام سے رشتہ اور اسلامی تصوف۔ انھوں نے نباتات کو اسلامی نقطہ نظر سے بہت ہی مؤثر انداز میں اپنے پڑھنے والوں کے لئے پیش کیا اور ان کے یہ اسلامی نباتات والے مضامین آج کل بہت ہی عزت اور وقار کی نظر سے دیکھے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نہ صرف ایک استاد ہیں، ایک محقق ہیں، ایک کھلاڑی ہیں، ایک مبلغ اسلام ہیں بلکہ وہ ایک ایسے پیکر خداوند ہیں جن میں تمام خوبیاں سمٹ کر آگئی ہیں۔ میں ڈاکٹر ناصر جو ایک ہمہ جہتی شخصیت ہیں سے امید رکھتا ہوں کہ ابھی انھیں اپنے طالب علموں کو نئے نئے انکشافات کرنے کے لئے اکسانے کی ضرورت ہے۔

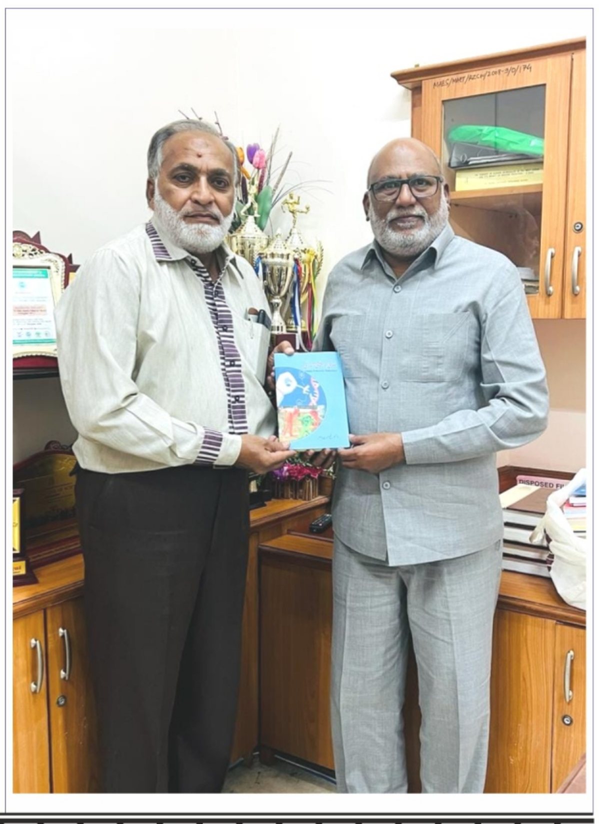

میرے دوست رفیع الدین ناصر

نتیجہ فکر: عبدالودود انصاری

میرا دوست ناصر ہے، بچو
لو وہ اب وہ حاضر ہے۔ بچو
جہاں میں بڑا نام ہے
اس کا
پڑھنا لکھنا کام ہے
اس کا
ہندوستان کی شان ہے
وہ
اورنگ آباد کی جان ہے وہ
بچوں کا ادیب ہے وہ
بڑوں کا حبیب ہے وہ
کبھی مقرر، کبھی نقیب ہے وہ
کبھی مصنف کبھی ادیب ہے وہ
جب بولنے پر آجائے وہ
دریا دل بہائے وہ
کئی زبانوں کا ماہر ہے وہ
یعنی لفظوں کا ساحر ہے وہ
اردو، انگریزی اور عربی
جرمن، مرہٹی اور ہندی
پی جے ڈی اے بی ایس سی
بی ایڈ، ایم ایڈ، ایم ایس سی
کبھی کھلاڑی کبھی کامیڈی
رکھے وہ سند پی ایچ ڈی
خود کو وہ ڈاکٹر کہلا
ئے کتنے کو وہ ڈاکٹر بنائے
پیڑ پودوں کا ہے دلدادہ وہ
شجر کی دنیا کا ہے شہزادہ وہ
ریڈیو پر تو وہ اکثر آئے
ٹی وی پر وہ سج کر جائے
ملکوں ملکوں وہ سفر کو جائے

سائنس کا علم وہ لہرائے
اسپین، نیپال اور نیدر لینڈ
ایران، سعودی اور تھائی
لینڈ
فرانس بیلجیم اور
بھوٹان
سری لنکا، ایران اور
جاپان
ملکوں کی تعداد انیس ہے
بچو یعنی ایک کم بیس ہے بچو
بیگم اس کی رفعت ہے بچو
نیک صفت ہے بچو
ایک بہن زہرہ، دوسری سلطانہ
دونوں ہی ہیں فرزانہ
بیگم بہنیں بھی ادیبہ
ہر کو کہاں یہ خش نصیبہ
ابا، اماں، تایا، دادا
سبھی تھے معلمی کے شیدا
نانا اس کے شاعر تھے
عربی، فارسی کے ماہر تھے
نام نصر اللہ تخلص آتش
ان کی لحد پر نور کی بارش
رائمہ اور رومان اس کے بچے
نٹ کھٹ، چنچل اور من کے سچے
دادا اس کے سید محبوب
پیشہ معلمی تھا مرغوب
صدر جمہوریہ اس کو بلائے
سند معلمی اس کو تھمائے
خلوص کا پیکر محبت شدید ہے
تبھی تو وودواس کا مرید ہے

डॉ.रफियोदिन नासेर एक बहुआयामी व्यक्तिमत्व

खान सरव्वत अंजूम मुदस्सीर
(निवृत सह शिक्षिका)
श्री स.भु. प्रशाला, छ. संभाजी नगर

प्रा. डॉ. रफियोदिन नासेर 31-10-2025 रोजी आपल्या ३१ वर्षाच्या कारकिर्दीतून सेवानिवृत्त होत आहेत. त्यानिमित्ताने मी श्रीमती खान सरवत अंजुम मुदस्सीर (निवृत्त सह शिक्षिका श्री स. भु. प्रशाला. छ. संभाजी नगर) त्यांच्या व्यक्तिमत्वावर व कार्यावर प्रकाश टाकण्याचा प्रयत्न करत आहे.

मी व डॉ. रफियोद्दिन नासेर यांनी १९८७ ते १९८९ या कालावधीत शासकीय विज्ञान संस्था, औरंगाबाद येथून एम.एस्सी. (बॉटनी) पूर्ण केले. या नात्याने ते माझे वर्गमित्र. एम. एस्सी. पहिल्या वर्षाचा तो पहिला दिवस आठवतो जेव्हा आम्ही वर्गातील विद्यार्थी एकमेकांना ओळखत नव्हतो. आम्ही वर्गात शिक्षकाची वाट पाहत बसलो होतो. अचानक एक उंच धिप्पाड नीटनेटकी व्यक्ती वर्गात प्रवेश करते आम्ही थोडे सावरलो कारण आम्हाला वाटले ते आमचे प्राध्यापक सर्वांशी अगदी अदबीने बोलणे, नमतेने मान खाली घालून समोच्याचे ऐकणे, चेह-यावर सतत स्मित आणि एखादया विनोदावर भरभरून दाद देणे असे त्यांचे व्यक्तिमत्व. चुकून प्राध्यापक वाटणारा हा विद्यार्थी पुढे खरोखरच प्राध्यापक झाला, विभाग प्रमुख झाला, अनेक विद्यापीठांमध्ये पी .एच.डी.चा गाईड झाला. स्वतःच्या उंची पेक्षा खुप उंची त्यांनी आपल्या आयुष्यात प्रत्येक क्षेत्रात गाठली. मग ते शैक्षणिक क्षेत्र असो, साहित्य, कला, क्रीडा असो की सामाजिक. याला कारण त्यांच्या घरचे शैक्षणिक वातावरण, वडील सय्यद नसिरोद्दिदन्न व त्यांच्या मातोश्री श्रीमती सय्यदा राबिया बेगम दोघेही शिक्षक, घरात शिक्षणाविषयी आस्था व प्रेम. मोठ्या भगिनी फातेमा जोहरा (मुख्याध्यापिका, डॉ. झाकीर हुसेन कॉलेज, शाहगंज) तर लहान भगिनी सययदा मजहर सुलताना सहशिक्षिका म्हणून निवृत्त झाल्या. आई-वडीलांचे चांगले संस्कार, घरात शैक्षणिक तसेच धार्मिक वातावरण, सामाजिक कार्य मध्ये सहभाग, सर्वधर्म समभाव असणा-या या आदर्श कुटुंबामध्ये सरांचे लाडात पण शिस्तीत संगोपन झाले. नर्सिंग कॉलेजला प्राध्यापिका असणा-या त्यांच्या मावशी आएशा सुलताना यांचे विशेष मार्गदर्शन त्यांच्या व्यक्तिमत्व विकासावर झाले आणि याची परिणती म्हणुन एक आदर्श समाजाप्रती आदर, शिक्षणावर्ती, व्यक्तीमत्वाचे संवर्धन झाले. शिक्षणाचे बाळकडू पाजणा-या या कुटुंबांने समाजाला शिक्षणाभिमुख केले, शिक्षणाच्या प्रवाहाबाहेर गेलेल्यांना पुन्हा प्रवाहात आणले. स्त्री शिक्षणाचा आदर्श तर या कुटुंबाने आपल्या घरातूनच घालून दिला. श्रीमती रफतुन्निसा कादरी यांच्याशी विवाह झाला याही उच्चशिक्षित आहेत. एम. एस्सी. (गोल्ड मेडेलिस्ट) पी.एच.डी. असून प्राध्यपिका आहेत. दोन सुंदर व गोंडस व हुशार मुले सय्यदा रायमा सहर मुलगी तर सय्यद मोहम्मद रूमान हा मुलगा, अभ्यसात गती असणारी गुणी मुलं आहेत.

शिक्षण - शिक्षणाची ओढ, जिदद, चिकाटी व कष्टकरण्याची तयारी असल्यांने सरांनी खूप पदव्या व पदविका प्राप्त केल्या M.Sc., M.Ed., B.J., M.A. in M.C.J., PGDA, BOG (German & Persian) Ph.D. (Botany) रेडीओ व टि. व्ही मधील Diploma अश्या अनेक पदव्या त्यांनी प्राप्त केल्या. यशस्वी शैक्षणिक नेतृत्व करण्या साठी आवश्यक असणा-या सर्व व्यावसायिक क्षमता त्यांच्या जवळ आहेत. कष्ट, कर्तव्य, कौशल्य, कल्पकता, कौतुक करण्याचे गुण, करूणा व कृतज्ञता या तत्वांचा वापर करत त्यांनी शिक्षणाची मोहीम पादाक्रांत केली. Leadership by action not by position हा विचार करत त्यांनी आपल्याला अपेक्षित असणा-यां विद्यार्थ्यांचे व्यक्तीमत्व आपल्या स्वतःच्या कामातून वागण्यातून फुलवले. समाजाचे ऋण फेडण्यासाठी, नोकरी शिवाय ही खुप काही करावे लागते तरच समाधान मिळू शकते विद्यार्थ्यांना जास्तीत जास्त उपलब्धी देउन जे जे काही त्यांना जात होते ते देण्याचा प्रामाणिक प्रयत्न केला.

जे जे आपणास ठावे
ते ते इतरांसी सांगावे
शहाणे करून सोडावे
सकलजन -रामदास

लेखन :- समाज जागृती साठी लेखना पेक्षा जास्त प्रभावी माध्यम नाही हे त्यांनी जाणले आणि विज्ञान, पर्यावरण शास्त्र, वनस्पती शास्त्र या वर आधारीत ५० पुस्तके प्रकाशित झालेली आहेत. समाजास उपयुक्त ठरणारे ५० शोधनिबंध, ४६० पेक्षा

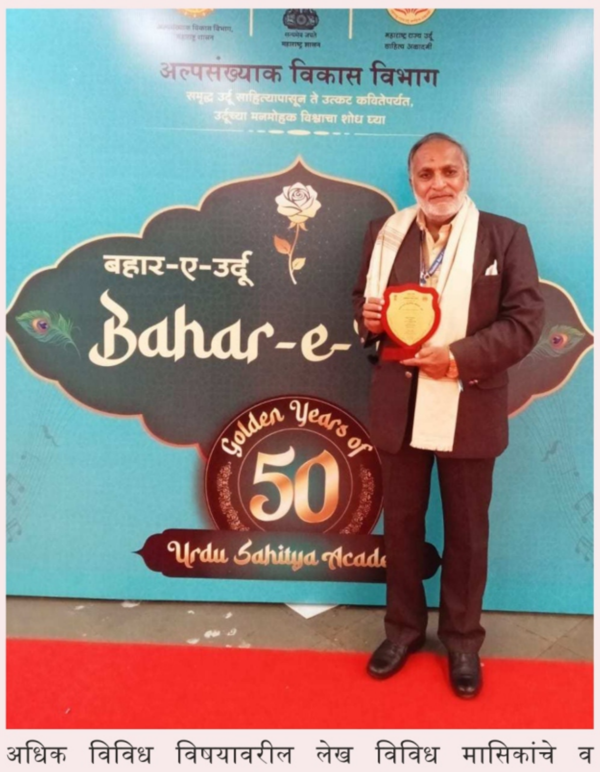

अधिक विविध विषयावरील लेख विविध मासिकांचे व वर्तमान पत्रातून प्रकाशित झाले आहेत. विभागीय, राज्यस्तरीय, राष्ट्रीय, आंतर राष्ट्रीय स्तरांवर ९६ परिसंवांदा मध्ये त्यांनी सहभाग नोंदवला आहे. १४० रेडिओ व टी.व्ही. Talks चे प्रसारण आकाशवाणी औरंगाबाद व दुरदर्शन वरून झाले आहेत. ईराण शासन मार्फत २०१०,२ व २ साली त्यांना प्रमुख पाहुणे म्हणून निमंत्रित केले गेले.

पुरस्कार :- भारत सरकारचा राष्ट्रीय आदर्श शिक्षक पुरस्कार २००८' मध्ये प्रप्त झाला. राज्य आदर्श शिक्षक पुरस्कार - २०११ हा देऊन महाराष्ट्र शासनांने त्यांचा गौरव केला. या शिवाय Best Research paper Award, Bhutan, Best Paper Presentation Award Japan 2023, "Fellowship Award in Nepal असे अनेक पारितोषिक त्यांना प्राप्त आहेत. " High Quality Research Award France 2012.

पी.एच.डी. गाईड डॉ. बाबासाहेब आंबेडकर मराठवाडा विद्यापीठचे ते गाईड आहेत. तसेच पॅसिफीक विद्यापीठ, NIMS व JJTD या ठिकाणी त्यांनी Ph.D Guide म्हणून मार्गदर्शन केले. कैरो युनिव्हर्सिटी इजिप्त येथे ते Ph-D रेफरी व Visiting Faculty म्हणून कार्यरत आहेत. त्यांच्या मार्गदर्शना खाली ५ विद्यार्थ्यांनी संशोधन पूर्ण केले व ४ विद्यार्थी संशोधन करत आहेत. या शिवाय अनेक संस्थामधून विविध स्पर्धा परीक्षांचे मार्गदर्शन ते करतात. MPSC, UPSC, MH-CET तसेच H.S.C बोर्ड महाराष्ट्र पुणे येथे बोर्ड मेम्बर म्हणून कार्य केले.

संशोधन :- मराठवाडयातील जंगलां मधून २५० पेक्षा अधिक औषधी वनस्पतींना ओळखून त्यांचे औषधी गुणधर्म त्यांचे आर्थिक फायदे लोकापर्यंत आणले तसेच अदिवासी व ग्रामीण भागात औषधी म्हणून वापरल्या जाणा-या वनस्पतींवर त्यांनी अभ्यास केला. पवित्र कुराणमध्ये असलेल्या व पैगंबर मोहम्मद सल्ललाहु अलैही वसल्लम यांनी सांगितलेल्या औषधी वनस्पतीवर सातत्याने २ वर्ष विविध वर्तमान पत्रांमध्ये लेख प्रकाशित झाले. नंतर ते एक पुस्तक रूपात संग्रहित केले. स्वारर्जित व प्रतिभेचा त्यांच्या कार्यवर अमीट ठसा उमटलेला दिसतो. सेवा निवृत्ती ही त्यांच्या साठी केवळ औपचारिकता असेल कारण त्यांची उर्जा जिद्द व समाजासाठी काहीतरी करण्याची इच्छा अजूनही खूप तीव्र आहे. ते सतत संधी शोधतील आणि आपल्या ज्ञानसंपदेचा उपयोग समाजाच्या विकासासाठी नेहमीच करतील असा विश्वास वाटतो. त्यांना पुढील आयुष्य सुख-समाधान भरभराटीचे, निरामय अरोग्य चे लाभो अशी सदिच्छा व्यक्त करते.

खूप खूप शुभेच्छा.

SINCE : 2001 INFUSING POSITIVE VALUES
TAMIR -E- SIASAT
تعمیر سیاست
www.tameerurdudaily.com
दैनिक तामीर, बीड

علم و کردار خلوص و شفقت کا پیکر استاد ڈاکٹر رفیع الدین ناصر

(۳۱/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو (استادِ محترم کی سبکدوشی کے موقع پر خصوصی مضمون)

ازقلم: محمد عرفان سوداگر، لکچرار سرسید کالج اورنگ آباد

ازقلم: محمد عرفان سوداگر

معلم ایک رہنما ہوتا ہے اور بغیر اس کی رہنمائی کے طالب علم کی ہمہ جہت ترقی ممکن ہی نہیں، اس لیے استاذ کو معمارِ قوم کہا گیا ہے، کیونکہ وہ اپنے طالب علموں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کے روشن مستقبل کے راستوں کی نشاندہی کرتا ہے، اتنا ہی نہیں وہ اپنے طلبہ کی ذہن سازی بھی کرتا ہے، معلم کا کردار ایک مالی کی طرح ہوتا ہے جس طرح مالی اپنے پودوں کی نگہداشت کرتا ہے ان کی آبیاری کرتا ہے ان کی بہتر سے بہتر نشوونما پر توجہ دیتا ہے اور اپنے باغ کو گلزار بنا دیتا ہے ٹھیک اسی طرح کا رول ایک اچھا اور معیاری معلم نے بھی ادا کیا، میری مراد ایک ایسے معلم سے ہے جو اپنی انفرادیت کی وجہ سے اپنے شاگردوں میں یاد کی جاتے ہیں، جو جس باغ میں گئے، اس باغ کو گلزار کر دیا، وہ اور کوئی نہیں بلکہ قومی اعزاز یافتہ مثالی معلم استاد محترم ڈاکٹر رفیع الدین ناصر سر ہیں، جن کی زندگی ایک روشن مثال ہے کہ کس طرح ایک استاد اپنی محنت، خلوص اور خدمتِ خلق سے معاشرے کی بنیادوں کو مضبوط بناتا ہے۔ آپ نے ہمیشہ علم کو عبادت سمجھ کر پڑھایا، اور تدریس کو صرف پیشہ نہیں بلکہ مشن بنایا۔ آپ کے نزدیک تعلیم کا مقصد صرف کتابی معلومات کا حصول نہیں بلکہ انسان سازی اور کردار سازی تھا۔

آپ کی تدریس کا انداز ہمیشہ جداگانہ رہا، نرم گفتار، پُراثر بیان، عالمانہ مطالعہ اور طلبہ سے خلوص و محبت نے آپ کی کلاس کو ایک زندہ و پُررونق تجربہ گاہ بنا دیا۔ طلبہ کے ذہنوں کو آپ نے صرف علم سے نہیں بلکہ حوصلے اور اعتماد سے منور کیا۔

استادِ محترم نے اپنے تدریسی سفر میں ہمیشہ جدت، تحقیق اور رہنمائی کو ترجیح دی۔ آپ نے نصاب کی تیاری سے لے کر تعلیمی میدان میں عملی اقدامات تک، ہر مرحلے پر فعال کردار ادا کیا۔ طلبہ کی تعلیمی ترقی کے ساتھ ساتھ آپ نے ان کی اخلاقی اور سماجی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ کے شاگرد آج مختلف اداروں، یونیورسٹیوں اور شعبہ ہائے حیات میں آپ کی تربیت کے مظہر بن کر آپ کا نام روشن کر رہے ہیں۔

آپ کو قومی ایوارڈ یافتہ استاد ہونے کا شرف حاصل ہے، جو آپ کی اعلیٰ پیشہ ورانہ کارکردگی، محنت اور دیانت کا ثبوت ہے۔ یہ اعزاز اس بات کی علامت ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے ہر لمحے کو تعلیم، خدمت اور قوم کے بچوں کے روشن مستقبل کے لیے وقف رکھا۔

مضمون تحریر کرتے کرتے میں نے اپنے طالب علمی کے زمانے کی آٹوگراف البم کی ورق گردانی کی تو استاذ محترم کی لکھی نصیحت پر نظر ٹھہر گئی، یہ واقعہ 35 سال پرانی ہے جب میں بارہویں جماعت کا طالب علم تھا اور سال کے آخر میں الوداعی تقریب کے موقع پر آپ نے میری آٹوگراف بک میں یہ نصیحت لکھی تھی کہ Do Good Be Good واقعی اس نصیحت کا عملی نمونہ استاذ محترم ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب ہی ہیں جو اپنے شاگردوں میں بھی یہی خوبی دیکھنا چاہتے تھے اسی لئے آپ کے اکثر شاگرد آپ کی اس نصیحت کے عین مطابق ہی اپنی زندگی کے شب و روز گزارنے کی کوش کر رہے ہیں۔

وقت تیز رفتاری کے ساتھ گزرتا جاتا ہے، کسی کے لیے نہیں رُکتا۔ لمحے پلک جھپکتے گزرتے ہیں، سالوں کی محنت ایک یاد بن جاتی ہے، اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سنہری عہد اپنے اختتام کو پہنچ جاتا ہے جب میں اپنے ماضی میں یادیں تلاش تا ہوں تو مجھے وہ سب باتیں یادیں ایک تصوراتی پردہ سیمی پر فلم کی دکھائی دیتی ہے کہ میں ایک معمولی سا طالب علم ہوں جسے ایک ایسے معلم کی رہبری و رہنمائی اور سر پرستی ملتی ہے جس کی وجہ سے میری اور میرے دیگر ساتھیوں کی ہمہ جہت ترقی (Over all Development) ممکن ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں اور میرے دیگر ساتھی آپ کے شفقت آمیز رویے، ہمدردی، زبان کی شیرینی اور خلوص سے اس قدر متاثر ہوئے کہ کامرس و آرٹس فیکلٹی کے طلبہ آپ کے گرویدہ ہو گئے۔ اب کیا تھا آپ تعلیم کے ساتھ ساتھ کوئز تحریری، تقریری مقابلے، ڈارے کلچرل پروگرامس، مسابقتی امتحانات میں شرکت کے سلسلے میں ہماری رہبری و رہنمائی کرتے رہتے۔ اس وقت لڑکیوں کی ڈرامہ میں شرکت کا تصور نہیں تھا لیکن ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے ڈرامہ لکھ کر خود اس کی ہدایت کاری کی اور اسے انتہائی کامیابی سے پیش کیا، جس میں، میں خود و میرے تمام ساتھی بشمول لڑکیوں نے اس میں اداکاری کے جوہر دکھائے، یہ ڈرامہ ڈاکٹر ذاکر حسین کالج کے سالانہ گیدرنگ کا تاریخی یادگار ڈرامہ رہا۔

میں ڈاکٹر ذاکر حسین ہائی اسکول و جونیئر کالج، شاہ گنج میں گیارہویں جماعت (کامرس) کا طالب علم تھا، اور استادِ محترم ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب اُس وقت شعبہ سائنس میں درس و تدریس کی خدمات انجام دے رہے تھے۔

ایک دن کالج میں تقریری مقابلے کا اعلان ہوا۔ میری بھی خواہش جاگی کہ میں اس مقابلے میں شرکت کر کے اپنی قسمت آزماؤں۔ اس مقابلے کے انچارج ناصر سر ہی تھے۔ میں پہلی بار ان سے اسی تقریری مقابلے کے توسط سے رابطے میں آیا۔

میں چونکہ کامرس کے شعبے سے تعلق رکھتا تھا، اس لیے ابتدا میں یہی سوچتا تھا کہ ہمیں سائنس کے اساتذہ سے کیا لینا دینا! مگر وہی تقریری مقابلہ ایک ایسا ذریعہ بنا جس نے مجھے ناصر سر کے قریب کر دیا۔ اُس دن سے آج تک اُن سے میرا تعلق قائم ہے ایک ایسا تعلق جو علم، رہنمائی اور خلوص پر مبنی ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب اپنے معاصرین کے درمیان ہمیشہ الگ اور نمایاں نظر آتے ہیں۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ سائنسی کتابوں کی تحقیق و تصنیف، تحریری و تقریری سرگرمیوں، اور ثقافتی پروگراموں میں ہمیشہ صفِ اوّل میں شامل رہے ہیں۔

ہراوّل دستے میں شامل ہونا بلاشبہ ایک اعزاز ہے، اور اس میں ممتاز ہونا عظمت کی دلیل ہے۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب اسی راہِ عظمت کے درخشاں سفیر ہیں۔ اردو میں سائنسی موضوعات پر تحقیق و تخلیق کی جستجو آپ کا امتیاز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف سائنسی کتابیں، تحقیقی مضامین، ریڈیو و ٹی وی تقاریر، بیرونِ ممالک کے تعلیمی و سائنسی اسفار، اور سماجی، تعلیمی و ادبی انجمنوں سے وابستگی سب آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا مظہر ہیں۔

آپ کی یہی علمی، تحقیقی اور سماجی سرگرمیاں آپ کو مختلف اعزازات و انعامات کا مستحق بناتی ہیں۔ آپ کا وجود دراصل اس بات کی علامت ہے کہ جب عزم، علم اور اخلاص یکجا ہو جائیں تو شخصیت چراغِ راہ بن جاتی ہے۔ وقت تیزی سے گزرتا گیا میری تعلیم مکمل ہوئی آج میں درس و تدریس کے پیشہ سے وابستہ ہوں مگر آج بھی یہ رشتہ قائم ہے جب کبھی مجھے کسی بھی سلسلے میں رہبری و رہنمائی حاصل کرنا ہوتی ہے تو میں ان سے ضرور مشورے لیتا ہوں، میں یہاں اس بات کو ضرور تحریر کرنا چاہوں گا کہ جب میں نے کتاب ماحولیات تعلیم تحریر کرنے کا ارادہ کیا تو پہلے ہی مرحلے میں تذبذب کا شکار ہو گیا اور اس کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی ترک کر دینے کا ارادہ کر لیا مگر جب استاذ محترم سے اس کا ذکر کیا جو اس وقت بارہویں کے نصاب میں شامل تھی اور اردو زبان میں اس طرح کی کوئی اور کتاب دستیاب نہیں تھی، تب انہوں نے مجھے کتاب لکھنے کی ہمت دلائی، حوصلہ دیا اور ہر طرح سے میری رہنمائی کی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نایاب کتاب منظر عام پر آ گئی اور اس کی کافی پذیرائی ہوئی مزید یہ ہوا کہ اس کتاب کو حکومت مہاراشٹر اردو ساہتیہ اکیڈمی، اتر پردیش اردو ساہتیہ اکاڈمی نے انعام کے لئے منتخب کیا اور مجھے اعزاز سے نوازا جس کا سہرا استاد محترم ڈاکٹر رفیع الدین ناصر سر کو ہی جاتا ہے۔ ایسے کئی واقعات ہیں جس کو مضمون کی طوالت کی بنا تحریر کرنے سے خاصر ہوں، انشاءاللہ تفصیلی مضمون جلد ہی تحریر کر کے شائع کرواوں گا۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب نے ثابت کیا کہ ایک استاد صرف علم نہیں بانٹتا، بلکہ روشنی پھیلاتا ہے وہ روشنی جو نسلوں کو راہ دکھاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو صحت، سکون، عزت اور درازیِ عمر عطا فرمائے۔ آپ کی تعلیمی خدمات نئی نسلوں کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں، اور آپ کا نام احترام، محبت اور عقیدت کے ساتھ یاد کیا جاتا رہے۔ سلام ہے ایسے تمام معلّمین و معلّماتِ باکمال کو، جو اپنی تمام کوششیں بچوں کے مستقبل کے نام وقف کر دیتے ہیں، اور سبکدوش ہو کر بھی دلوں میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔ یہی وہ چراغ ہیں جو بجھ کر بھی روشنی بانٹتے ہیں۔

☆☆☆

میرے برادرِ خورد: ڈاکٹر رفیع الدین ناصر

(حسن خدمت کی سبکدوشی کے موقع پر خاص مضمون)

HOD باٹنی ڈپارٹمنٹ مولانا آزاد کالج اورنگ آباد

سیدہ فاطمہ زہرہ
M.A., M.Ed, M.Sc.,
سابقہ پرنسپل ڈاکٹر ذاکر حسین کالج، شاہ گنج، اورنگ آباد (مہاراشٹر)
Mob.9326212831

تاریخ انسانی میں وہ شخصیتیں ہمیشہ تابندہ رہتی ہیں جنھوں نے اپنے روبرو بلند مقاصد رکھے۔ ہمارے خاندان کی ایسی ہی ہر دلعزیز و فعال شخصیت ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی ہے۔ اُن کی سیرت کے بہت کچھ نمایاں پہلوؤں سے متاثر ہو کر میرا دل اُن کی شخصیت پر خاکہ لکھنے کو چاہ رہا تھا جس پر میں نے لبیک کہا۔

انسانی سیرت اور کردار کی ایک خوبی اور بہت اہم خوبی یہ ہے کہ آدمی جس میدان میں کام کر رہا ہو، اس میدان میں کام کرنے والے پیش رووں اور اسلاف کا قدردان ہو اور اس کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ ان کی خدمات کا اعتراف اور احسان مندی جھلکے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے معاصروں میں چھوٹوں میں سے بھی باصلاحیت اور باتوفیق و سرگرمِ عمل لوگوں سے قدر و محبت اور احترام سے پیش آئے اور ایک ایسا طرزِ عمل اپنائے جس سے ہر کار کن حال میں کام کرتے ہوئے ماضی سے بھی مربوط رہے اور مستقبل کی تعمیر میں بھی اس کا حصہ ہو۔ یہ خوبی جہاں عام انسانوں میں مطلوب ہے وہیں خاص طور پر علم کے جیالوں کے یہاں تو اس وصف کا پایا جانا لازم ہے۔

ایسی ہی شخصیت ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی ہے۔ جن میں ہمہ گیر صلاحیتیں پوشیدہ ہیں، جیسے قوت حافظہ، دور اندیشی، رحمدلی طبیعت میں متانت، بردباری اور خود اعتمادی اور ساتھ ہی ساتھ اندازِ گفتگو بھی دلنشین۔ سائنس کے ٹیچر ہونے کے باوجود بات بات پر اشعار کہنا، دوسروں کی کوشش و کاوشوں کو سراہنا اُن کی حوصلہ افزائی کرنا آپ ہی کا منفرد انداز ہے ؎

ازقلم: سیدہ فاطمہ زہرہ

اکثر بلندیوں سے رہی میری گفتگو
پرواز کا شعور میرے بال و پر میں تھا

ناصر بھائی کا یہ اصول رہا ہے کہ ''ترقی کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے سچی محنت لگن اور ایمانداری سے ہی بلندی پر پہنچا جاسکتا ہے۔''

میرے برادرِ خورد ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی شخصیت نہ صرف ریاستی سطح پر بلکہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر مقبول ہے۔ دراصل ان کی ایک شخصیت میں کئی شخصیتیں پوشیدہ ہیں۔ لیکن اس مضمون میں اُن کی ذاتی زندگی کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گی۔ کسی مورخ نے لکھا ہے کہ شب و روز حسب معمول گزرتے رہتے ہیں لیکن کوئی دن ایک یادگار دن بن جاتا ہے۔ وہ آنے والے زمانے پر اثر انداز ہو کر تاریخ کو نیا موڑ دیتا ہے۔

ہمارے علاقہ کی ادبی، تعلیمی اور اخلاقی تاریخ میں ایسا ہی دن تھا جب ڈاکٹر رفیع نے ۱۰/اکتوبر ۱۹۶۵ء کو ضلع بیڑ کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں آنکھ کھولی۔ (آنکھیں کھلوانے کے لئے لیڈی ڈاکٹر نے قینچی کی مدد سے پلکوں کو تراشا جب جا کر جناب کی آنکھیں کھلی کیونکہ گالوں کا گوشت آنکھوں کو چسپاں کئے ہوئے تھا۔)

مرحوم والدین پیشۂ درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ نانا جان محمد نصراللہ خان بہترین شاعر تھے۔ آتش تخلص فرماتے تھے۔ ہم نے بچپن میں اُن کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کی جس کے اثرات ابھی تک ہیں۔ دادا جان سید محبوب صاحب چکل تھانہ اورنگ آباد میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ تایا بابا سید بشیر الدین صاحب پیشۂ معلمی سے وابستہ تھے۔

اللہ پاک نے ناصر کو بچپن ہی سے خوبصورت اور خوب سیرت شخصیت سے نوازا ہے۔ جب ان کی عمر تین ماہ کی ہوئی تو والدہ صاحبہ نے اپنے اسکول میں بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں ایک پُروقار تقریب منعقد کی، جس میں والد صاحب اور والدہ صاحبہ کے پورے اسٹاف نے شرکت کی اور دعاؤں اور تحائف سے نوازا۔ اس تقریب کا سحر کئی دنوں تک قائم رہا۔ الحمدللہ وہ دن اور آج کا دن آج بھی ناصر صاحب کے اعزاز میں تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔

چونکہ والدہ صاحبہ سروس کرتی تھیں، بڑی بہن ہونے کے ناطے خادمہ کے ساتھ ساتھ ناصر صاحب کو گود میں سنبھالنے کی ذمہ داری میری ہوا کرتی تھی۔ دودھ کی باٹل تیار ہونے تک وہ بمشکل تمام گود میں ٹھہر جاتے تھے۔

جب وہ ذرا بڑے ہوئے اور باہر آنے جانے لگے تو محلہ والوں میں کافی مقبول ہوئے۔ محلے میں جب بھی کوئی بچہ تولد ہوتا تو ناصر صاحب کی شکل و صورت سے متاثر ہو کر بڑی بوڑھیاں نومولود کی کان میں اذان دینے کے لئے انھیں بلواتیں۔ وہ شرماتے اور پھر اذان دیتے اور گڑ، کھوپرا، کھجور، گھر لاکر ہم سب کو بتاتے تھے۔ ان کے مزاج کے مطابق شروع سے ہی اُن کی زندگی منظم رہی ہے۔ اسکول پابندی سے جانا، اساتذہ کا احترام کرنا، ہوم ورک وقت پر کرنا، سبق تیزی سے یاد کرنا اور نمازوں کی پابندی کرنا، قرآن شریف کی تلاوت کرنا، اُن کے معمولات میں شامل تھا۔

بیڑ کے عزیز پورہ محلہ میں جہاں ہم لوگ قیام پذیر تھے جھاریکر (جہاں آراء) کی مسجد تھی اُس مسجد میں کمانوں سے اندر کا حصہ صاف نظر آتا تھا۔ ایک بار والدہ کی سہیلی بعد نماز عشاء مسجد کے قریب سے گزر رہی تھی، کمان سے مسجد کے اندر نظر پڑی، کچھ مصلیان نماز میں منہمک تھے اور چھوٹے سے ناصر اکیلے ان کے ساتھ نماز میں مشغول تھے۔ دوسرے دن والدہ کی سہیلی نے والدہ سے مل کر خوشی خوشی یہ بات بتائی۔

اُن کی معصوم شرارتیں بھی عجیب ہوتی تھیں۔ ایک دن آنٹی صاحبہ (خالہ صاحبہ) کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہاتھ میں کھجوری بیر کی گٹھلی تھی۔ اُس کا معائنہ کرتے ہوئے اُسے ناک کے قریب سونگھنے کے لئے لے گئے، سانس لینے پر وہ ناک میں چڑھ گئی۔ کچھ دیر تک تو نکالنے کی کوشش کرتے رہے پھر آنٹی سے کہا کہ گٹھی ناک میں سے نہیں نکل رہی ہے آنٹی بھی میڈیکل میں سروس پر تھیں فوراً دواخانہ لے کر بھاگیں، وہاں ''شنکر ماما'' تھے جنھوں نے گٹھلی نکالی۔ آج بھی ناصر صاحب اس واقعہ کو یاد کرتے ہیں۔ انھیں باٹنی (نباتیات) میں مہارت پیدا کرنی تھی۔ اس لئے بچپن ہی میں گٹھلی کا معائنہ شروع کر دیا۔

فارسی میں کہاوت ہے: ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات''، یعنی جو درخت بڑا ہو کر پھل اور پھول دیتا ہے اُس کے پتے شروع سے ہی چکنے اور چمکدار ہوتے ہیں۔ اس لئے آج وہ نباتیات میں ڈاکٹریٹ کر چکے ہیں اور اپنے شعبہ کے سربراہ ہیں ؎

کاوشیں تیری یہیں کامیاب و کامران
سربلند ہو تو زمانے میں مثال کہکشاں

فراست اور حکمت کے ساتھ ساتھ ان میں بھولا پن بھی تھا جو آج بھی ہے۔ شاید تین یا ساڑھے تین سال کے ہوں گے، گھر میں تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے، شاید کسی نے باہر کچھ کہا تھا۔ فوراً امی سے پوچھا: ''امی میں کیسا نظر آتا ہوں جی؟'' اُن کے اس سوال پر ہم سب قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ امی نے جواب دیا میرا بیٹا رچاند کا ٹکڑا ہے۔

بچپن میں ایک بار بیمار ہوئے۔ ڈاکٹر نے کہا سردی کا اثر زیادہ ہے، گرم گرم چائے پلاؤ۔ لاکھ کوشش کے باوجود جناب چائے پینے کو تیار نہیں ہوئے۔ نانا جان نے حکمت سے کام لیتے ہوئے انھیں ہوٹل لے گئے وہاں چائے کا آرڈر کیا تب جا کر جناب نے خوب چسکیاں لے کر چائے نوش فرمائی۔

مجھے یاد ہے کہ کبھی بھی ناصر صاحب نے دوستوں، پڑوسیوں یا کسی کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا ہو یا کوئی جھگڑا گھر پر آیا ہو۔ مصلحت اور حکمت کا جذبہ ان میں الحمدللہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

یہ جو تھی بچپن کی باتیں، لڑکپن میں بھی بہت سنجیدہ اور باشعور تھے۔ انھیں ہدایت

تھی کہ ان کا اسکول ختم ہونے کے بعد مجھے کالج سے لیتے گھر آنا تین سال آٹھویں، نویں اور دسویں جماعت کے دوران انھوں نے یہ ڈیوٹی نبھائی۔ ہمیشہ والدین، رشتہ داروں، استادوں، بزرگوں، دوستوں اور دونوں بہنوں کے فرمانبردار رہے۔ میٹرک کے امتحان کے پہلے پرچہ کے دن چھوٹے بھائی اظہر محی الدین کا انتقال ہوا تھا، اس کے باوجود میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے کامیاب ہونے کے بعد کالج میں اُن کے جوہر اور نکھرنے لگے۔ کالج لائف میں بہترین تعلیمی ریکارڈ کے ساتھ ساتھ شعلہ بیاں مقرر، بہترین اداکار، بہترین مضمون نگار، باہمت کھلاڑی، بیسٹ اسٹوڈنٹ کے ایوارڈ انھیں ملے۔

اس وقت کے وزیر سیاحت مفتی محمد سعید کے ہاتھوں انھیں بہترین مقرر اور بہترین مصنف کے لئے گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ دوران تدریس حکومت ہند کے قومی اعزاز نیشنل ایوارڈ برائے معلم ۲۰۰۸ء میں اُس وقت کے نائب صدر ہند جناب حامد انصاری کے ہاتھوں انھیں تفویض کیا گیا اور یقیناً ایک مثالی معلم کا کردار انھوں نے آج تک نبھایا۔

ہم سب کے لئے سکھ دکھ میں وہ ہمیشہ چٹان کی طرح کھڑے رہتے ہیں اور شانِ خاندان ہیں، خاندان کے کچھ سنجیدہ لوگ انھیں 'زندہ طلسمات' کہتے ہیں۔ ۲۰۱۶ء میں اردو سائنس کانگریس علی گڑھ میں شرکت کر کے ہم واپس ہو رہے تھے، ٹرین کا سفر تھا، ناصر صاحب ساتھ تھے، سردی کا موسم تھا۔ مجھے سردی کی وجہ سے بے چینی محسوس ہو رہی تھی۔ رات تین بجے ناصر صاحب بیدار ہوئے، مجھ سے پوچھا آپا جان آپ کو سردی لگ رہی ہے کیا؟ میں نے کہا تھوڑی بے چینی ہے۔ فوراً اپنا بلنکیٹ مجھے اُڑھا دیا اور خود بیٹھ گئے۔ میں بار بار اصرار کرتی رہی، میرے پاس ایک بلنکیٹ ہے مجھے دو سرا مت دو، تمھیں سردی لگے گی، مگر وہ نہیں مانے۔ اسی طرح صبح ہو گئی۔

آج بھی عید کے موقع پر سب کو اُن سے ملنے کا انتظار رہتا ہے۔ عیدی کے لفافے نام بہ نام چھوٹے سے لے کر بڑے کو بہت سلیقہ مندی اور خوش دلی سے دیتے ہیں اور اس میں اتنا amount ہوتا ہے کہ ناصر صاحب کا لفافہ ایک طرف اور باقی سب کی عیدی ایک طرف۔ بچے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے اور عید کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

خیر! اب تو ہم بیٹی، داماد، بہو والے اور نواسے نواسی، پوتا، پوتی والے ہو گئے ہیں مگر اُن کی عیدی کا لفافہ برابر ہر ایک کو ملتا ہے۔ جس طرح اُن کا دل کشادہ ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کی جیب بھی کشادہ رکھی ہے۔ اللہ پاک اس میں مزید برکت عطا فرمائے اور دین و دنیا کی دولت اور علم سے انھیں مالا مال فرمائے۔ (آمین)

ایسی کئی مثالیں ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ اس عمر میں بھی خبر گیری کے لئے وقتاً فوقتاً گھر جب بھی آتے ہیں برابر جھک کر سلام کر کے دعائیں لیتے ہیں اور آتے وقت کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور ساتھ لاتے ہیں۔ آتے ہی پوچھتے ہیں آپا جان آپ کیسی ہیں؟ یہ وضعداری اور تہذیب اُن کی فطرت کا قاصہ ہے۔ یہ محبت خلوص اور ایسی وابستگی بہت کم بھائیوں میں پائی جاتی ہے۔ ہم دونوں بہنیں اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتی ہیں کہ اللہ پاک نے ہمیں ناصر جیسے بھائی سے نوازا۔

وہ عمر میں مجھ سے بہت چھوٹے ہیں، مگر میرے لئے وہ بہت بڑے ہیں۔ چند سال قبل آنٹی (خالہ صاحبہ مرحومہ) کے ساتھ حج پر گئے تھے۔ وہاں آنٹی کی طبیعت حج کے دوران منیٰ میں ناساز ہو گئی۔ اُس وقت ناصر صاحب نے وہاں آنٹی کی خدمت کی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ انھوں نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا لیکن جو لوگ ساتھ تھے وہ اُن کی خدمات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ ایسے کاموں کے لئے اللہ پاک انھیں ہی چن لیتا ہے جو اُس کے پسندیدہ بندے ہوتے ہیں۔

اُن کے دوست ہر عمر اور ہر طبقہ کے ہیں۔ چھوٹے بچے اُن سے بہت جلد گھل مل جاتے ہیں۔ ہم عمر تو خیر بے تکلف ہو بھی جاتے ہیں لیکن خاص بات یہ ہے کہ والد صاحب کے دوستوں سے بھی اُن کو گہرا لگاؤ ہے، وہ انھیں بھرپور عزت اور مرتبہ دیتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ طلب کرنے پر مشورہ بھی دیتے ہیں اور حکم ملنے پر تعمیل بھی کرتے ہیں۔ وقت نکال کر ان سے ملتے ہیں، ان کی باتیں توجہ سے سنتے ہیں، انھیں اپنے پن کا احساس دلاتے ہیں۔ اسی لئے تمام بزرگوں کی دعائیں اُن کے ساتھ ہیں۔

الحمدللہ پچاس کتابوں کے مصنف، کئی ممالک کے تعلیمی اسفار، بے شمار سمیناروں میں شرکت، قومی اعزاز یافتہ معلم، اردو کا سچا عاشق، برمحل اشعار کا استعمال، بہترین نقیب درس تدریس کے ساتھ ساتھ زائد از نصابی سرگرمیوں میں مہارت کی آمیزش کا نام ڈاکٹر رفیع الدین ناصر ہے۔

اُن کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں میں ہے۔ جن میں ٹیچر، پروفیسر، ڈاکٹر، وکیل، آرکیٹکٹ، شاعر، ادیب اور سیاسی لیڈر بھی شامل ہیں۔

اپنی جہادِ زندگانی کا آغاز کرنے والے اس مجاہد نے ذاتی محنت لگن اور دلچسپی کے باعث بہت کم عمر میں وہ مرتبہ اور مقام حاصل کر لیا جو اکثر لوگوں کو تمام عمر حاصل نہیں ہو پاتا۔ مایوسی و ناامیدی، بے اعتمادی و بزدلی جہالت لت اور بد اخلاقی، بے دینی اور باعملی کے طوفان میں کھڑی ہوئی نئی نسل کی جو انھوں نے تربیت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

ایک کامیاب پروفیسر کہنہ مشق و شگفتہ ذہن سائنسداں کی حیثیت سے ناصر صاحب جانے جاتے ہیں۔ اساتذہ کی تربیت کا معاملہ ہو یا طلبہ کے داخلوں کا مسئلہ، شعر و ادب کی محفل ہو یا اسٹوڈنٹس کی اسکالرشپ اور فیس کا معاملہ، ناصر صاحب اپنی اعزازی اور مخلصانہ خدمات ایسے انداز میں پیش کرتے ہیں جیسے یہ ان کے فرائض منصبی ہوں۔

آپ میں خدمت کا حوصلہ بھی ہے اور نام و نمود سے دور رہنے کا جذبہ بھی۔ سخت سے سخت دشوار حالات میں بھی خوشی خوشی کام کرتے رہنا گویا آپ کی فطرت میں شامل ہے ؎

کہاں تعریف کرتے ہیں کبھی گل اپنی خوشبو کی
ہنر خود بولتا ہے باہنر خاموش رہتے ہیں

غرض آپ کی محنت، لگن، کوشش، ایمانداری، زبان و بیان پر قدرت اور سائنس سے دلچسپی چند ایسی خوبیاں ہیں جن سے کوئی بھی صاحب نظر صرفِ نظر نہیں کر سکتا۔

ماضی کے جھروکوں سے کھٹی میٹھی باتیں یادیں تازہ ہو رہی ہیں لیکن مضمون طویل ہوتا جا رہا ہے اس لئے ان کا ذکر مشکل ہے۔

آخر میں اللہ پاک سے دعا کرتی ہوں کہ انھیں صحت و تندرستی عطا فرمائے۔ قوم اور ملت کے لئے اُن کی خدمات کو قبول کرے، صحت کے ساتھ عمر دراز کرے۔ (آمین) ناصر صاحب کی خدمات کا صلہ دینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ان کی بے لوث خدمات کا صلہ تو ان شاءاللہ یوم آخرت میں آپ کو حاصل ہو ہی جائے گا کیونکہ خالق کائنات ہی بہتر اجر دینے والے ہیں۔ یہاں چند الفاظ لکھ کر میں نے محض اپنے جذبات کے اطمینان کی ناکام سی کوشش کی ہے۔

والدہ مرحومہ کہتی تھیں وظیفۂ حسن خدمت پر علیحدہ ہونا خود بہت بڑا اعزاز ہے جو آج ناصر صاحب کو حاصل ہو گیا ہے۔ ۳۷/ سالہ درس و تدریس کی خدمات یہاں ختم نہیں ہوں گی بلکہ یہ سلسلہ انشاءاللہ چلتا رہے گا اور مجھے قوی امید ہے کہ اپنے مزاج کے مطابق وہ صحتمند مصروفیت ضرور منتخب کریں گے۔

---☆☆☆--☆☆☆---

A Tribute to Dr. Rafiuddin Naser on His Retirement

(Professor and Head, Department of Botany, Maulana Azad College of Arts, Science & Commerce)
Retiring on 31st October 2025

Dr.. Ashfaque Khan
(Associate Professor, Department of Botany, MAC, Aurangabad)

It is a moment of both pride and emotion as we bid farewell to Dr. Rafiuddin Naser , Professor and Head of the Department of Botany, Maulana Azad College of Arts, Science & Commerce, on his retirement after an illustrious academic career.

I have had the privilege of knowing Dr. Naser since my student days, when I was pursuing my postgraduate degree at the Government Institute of Science, Aurangabad. Even then, his depth of knowledge, humility, and encouraging nature left a lasting impression on me. Later, in 2008, when he joined the senior college as a faculty member in the Department of Botany, I was fortunate to be associated with him once again—this time as a colleague. Over the years, Dr. Naser's professional journey has been marked by dedication, sincerity, and an unwavering commitment to academic excellence. In 2020, he took charge as the Head of the Department of Botany , and under his able leadership, the department witnessed remarkable growth and dynamism.

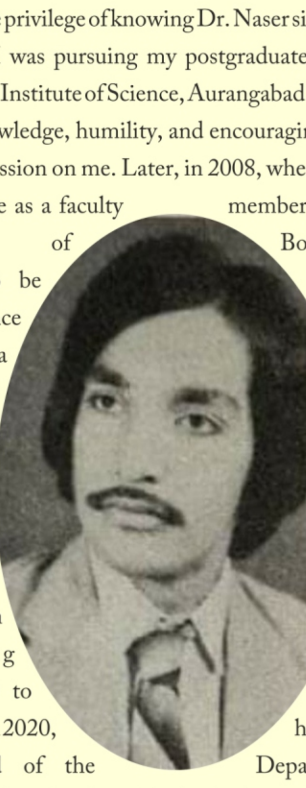

Dr. Naser is known for his readiness and positive approach toward every task he undertakes. His zeal to achieve goals on time , coupled with his strong sense of responsibility, has inspired both students and fellow staff members alike. He has always been highly active in curricular, co-curricular, and extracurricular activities , encouraging innovation and participation at every level.

One of his most commendable contributions has been his constant motivation to students and staff to write and publish —be it articles in newspapers, research journals, or academic books. His encouragement created an environment of intellectual curiosity and creative expression, leaving a long-lasting impact on many aspiring scholars.

Dr. Naser's presence has always radiated positive energy . His calm demeanor, encouraging words, and approachable personality have made him a beloved teacher, respected colleague, and a guiding force for many.

As he steps into a new phase of life, we express our heartfelt gratitude for his years of service, mentorship, and friendship. His contributions to the academic community will continue to inspire future generations.

May Almighty Allah bless Dr. Rafiuddin Naser with a bright, healthy, and peaceful future ahead.

With warm regards and best wishes on your retirement,

--*-*-

تدریس سے تحقیق تک ایک مثالی سفر: ڈاکٹر رفیع الدین ناصر

از قلم: خواجہ کوثر حیات

تعلیم و تدریس کی دنیا میں کچھ اساتذہ ایسے ہوتے ہیں جو صرف علم نہیں بانٹتے، بلکہ دلوں کو جلا بخشتے ہیں، ذہنوں کو بیدار کرتے ہیں اور سوچنے کا سلیقہ عطا کرتے ہیں۔

ایسی ہی ایک مثالی شخصیت ہیں ڈاکٹر رفیع الدین ناصر، صدر شعبۂ نباتات، مولانا آزاد کالج آف آرٹس اینڈ سائنس، اورنگ آباد، کی جنہوں نے علمِ نباتات کو تخلیق، تحقیق اور ادب کی روشنی میں ایک نیا مفہوم عطا کیا۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی تدریس محض کتابوں تک محدود نہیں۔ ان کی کلاس ایک تخلیقی تجربہ گاہ کی مانند ہوتی ہے، جہاں سائنس صرف مضمون نہیں بلکہ احساس، مشاہدہ اور تجسس بن جاتی ہے۔

وہ تدریسی گفتگو میں اکثر حقائق پر مبنی اشعار کا سہارا لیتے ہیں تاکہ سائنس کی باریکیوں کو ادب کے پیرائے میں آسان بنایا جاسکے۔

ان کے پسندیدہ اشعار میں

"یہ شاخِ شجر بھی درسِ وفا دیتی ہے،
کٹ جائے تو بھی سایہ عطا کرتی ہے!"

قدرت نے فتوحات کی رکھی ہے یہی راہ
سعی اپنی طرف سے ہو تو اتمام من اللہ

یہی اندازِ تدریس طلبہ کے دلوں پر انمٹ نقش چھوڑتا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی سرپرستی میں ہونے والے بیت بازی مقابلے کالج کے علمی و ادبی ماحول میں منفرد پہچان رکھتے ہیں۔

طلبہ کے دو گروپ جب اشعار کے ذریعے علم و حاضر جوابی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو فضا علم و ادب کے رنگوں سے بھر جاتی ہے۔

یہ سرگرمی زبان و بیان کے ساتھ ساتھ ذہنی آبیاری، یادداشت، اور ٹیم ورک کو بھی فروغ دیتی ہے۔

ڈاکٹر ناصر کا ماننا ہے کہ
"ادب انسان کو سلیقۂ گفتگو دیتا ہے اور سائنس اسے دلیلِ زندگی عطا کرتی ہے۔"

ڈاکٹر ناصر نے کالج میں متعدد سبق آموز ڈراموں کی تخلیق، ترتیب اور رہنمائی میں کلیدی کردار ادا کیا۔

ان کے ڈراموں کے موضوعات میں ماحولیات کا تحفظ، انسان دوستی، اخلاقی اقدار اور سماجی ہم آہنگی شامل ہیں۔

ان کی نگرانی میں تیار ہونے والے ڈرامے محض تفریح نہیں بلکہ پیغامِ حیات بن کر دلوں کو چھو جاتے ہیں۔

بطورِ ماہرِ نباتات، ڈاکٹر ناصر نے علمِ نباتات کے عملی و طبی پہلوؤں پر گراں قدر کام کیا ہے۔

اب تک اُن کی پچاس (50) سے زائد کتابیں مختلف موضوعات پر شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں طبی پودوں کے فوائد، جڑی بوٹیوں کی افادیت، ماحولیات اور قدرتی علاج کے موضوعات نمایاں ہیں۔

ان کی تصانیف کو ادبی و سائنسی انجمنوں نے کئی بار اعزازات سے نوازا ہے اور انہیں متعدد تعلیمی اداروں، علمی مجالس اور بین الاقوامی سیمینارز میں مدعو کیا جاتا ہے۔

ان کے علمی و تحقیقی مقالات مختلف ملکی و غیر ملکی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں، جبکہ مختلف ریڈیو، ٹی وی اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر ان کے انٹرویوز اور علمی گفتگو نے عوامی سطح پر بھی سائنسی شعور بیدار کیا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی قیادت میں شعبۂ نباتات نے متعدد سائنس نمائشیں، سیمینارز، ماحولیات مہمات، اور تحقیقی منصوبے منعقد کیے۔

ان سرگرمیوں نے طلبہ میں تحقیق، مشاہدہ اور تخلیقی سوچ کی نئی روح پھونک دی۔

ان کے نزدیک سائنس اور تخلیق کا رشتہ لازم و ملزوم ہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔

"سائنس صرف مشینوں میں نہیں، دل کے احساس میں بھی چھپی ہے،
شرط یہ ہے کہ ہم دیکھنا سیکھ لیں۔"

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کو ان کی درس و تدریس کی خدمات کی بنیاد پر حکومت ہند کی جانب سے قومی سطح کے پروقار ایوارڈ مثالی معلم سے نوازا گیا ہے اس کے علاوہ اُن کی تدریسی و تحقیقی خدمات پر مختلف قومی و بین الاقوامی اداروں کی جانب سے بھی اعزازات سے نوازا گیا ہے۔

وہ شہر کی ادبی انجمنوں، سائنسی اداروں میں نہایت فعال ہیں۔

ان کی گفتگو میں علم کی روشنی، مشاہدے کی گہرائی اور ادب کی لطافت یکجا نظر آتی ہے۔

ان کی شرکت محفل کو ایک معنوی جہت عطا کرتی ہے۔ یہی ان کی علم دوستی اور ادب پروری کا بین ثبوت ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر ایک ایسے استاد اور محقق ہیں جنہوں نے سائنسی علم کو شاعری کے وجدان اور انسانیت کے احساس سے جوڑ دیا۔

انہوں نے دورانِ ملازمت اپنے ادارے کی علمی فضا کو سائنس اور ادب کے حسین امتزاج سے مہکایا۔

ایسے اساتذہ ہی تعلیمی اداروں کی اصل روح ہوتے ہیں جو ذہنوں کو منور اور دلوں کو بیدار کر دیتے ہیں۔

یہی نہیں، ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب گزشتہ دو برسوں سے ایجوکیشن ایکسپو میں "مائنڈز اِن موشن" کے تحت منعقد کیے جانے والے سائنس فیئر میں فعال رہے ہیں۔

یہ سائنس فیئر جماعتِ ششم تا دہم کے طلبہ و طالبات سے سائنسی تحقیقی پراجیکٹس کروا کر اُن کی تحقیقی صلاحیتوں کو اُجاگر کرنے کا بہترین پلیٹ فارم ہے۔

اس ضمن میں ناصر سر نے نہ صرف اساتذہ کی بارہا رہنمائی فرمائی بلکہ طلبا کو بھی مفروضہ طے کرنے، مشاہدہ و تجربہ کرنے، اور تحقیقی رپورٹ تیار کرنے کے تمام مراحل میں نہایت سلیقے، صبر اور لگن کے ساتھ رہنمائی فراہم کی۔

ان سائنس فیئرز کا بنیادی مقصد طلبا کو سائنس ایگزیبیشن اور سائنس فیئر کے درمیان فرق سے آگاہ کرنا اور اساتذہ و طلبا میں تحقیقی رجحان کو فروغ دینا ہے۔

ناچیز کو بھی ڈاکٹر رفیع الدین ناصر صاحب کے ساتھ سائنسی رجحان پروان چڑھانے کے مواقع حاصل ہوئے، جن میں میں نے ناصر سر کو ایک بہترین رہبر، منظم منتظم، وقت کے پابند، اور بے لوث خدمت گزار کے طور پر پایا۔

آپ ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ حسبِ مراتب مشفق، ہمدرد اور نہایت باوقار انداز میں پیش آتے ہیں۔

آپ کا یہی مشفقانہ اور حوصلہ افزا رویہ اساتذہ اور طلبا کو تحصیلِ علم کے لیے نہ صرف آمادہ کرتا ہے بلکہ اُن کے دلوں میں سیکھنے، تحقیق کرنے اور آگے بڑھنے کا جذبہ بھی بیدار کرتا ہے۔

آپ کی تدریس، رہنمائی اور خلوص پر مبنی قیادت کے اثرات دیرپا ہیں، جو آنے والے وقتوں میں بھی علم و عمل کی نئی راہیں روشن کرتے رہیں گے۔

اس ماہ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی تدریسی خدمات کا علامتی وقفہ ضرور ختم ہو رہا ہے مگر مجھے قوی امید ہے کے وہ اب اپنے قیمتی وقت میں سے طلبا میں سائنسی رجحان پروان چڑھانے اور ان میں سائنس دلچسپی پیدا کرنے میں مسلسل اپنی کوشش جاری رکھے گے۔

ــ٭ــ٭ــ٭ــ٭ــ

ڈاکٹر محمد رفیع الدین ناصر ادب و سائنس کا حسین امتزاج

تحریر: ڈاکٹر محمد عبدالسمیع ندوی

اسسٹنٹ پروفیسر، مولانا آزاد کالج آف آرٹس، سائنس اینڈ کامرس، اورنگ آباد

موبائل: 9325217306

اورنگ آباد کی علمی، ادبی اور سائنسی فضا میں ایک ایسا نام ہے جو اپنی ہمہ جہت صلاحیتوں، تحقیقی کارناموں اور علمی خدمات کی بدولت نمایاں شناخت رکھتا ہے ڈاکٹر محمد رفیع الدین ناصر۔ وہ بلاشبہ ادب و سائنس کے حسین امتزاج کی زندہ مثال ہیں۔ ان کی پوری زندگی علم، تحقیق، خدمت اور انسانیت کے جذبے سے عبارت ہے۔

ڈاکٹر ناصر ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے والد محترم سید نصیر الدین صاحب مرحوم (سابق معلم) اور والدہ مرحومہ محترمہ رابعہ بیگم (سابقہ معلمہ گرلس اسکول) جو تعلیم و اخلاق کے اعلیٰ معیار کے لئے جانے جاتے تھے۔ والدین کی علمی فضا اور تربیت نے ہی رفیع الدین ناصر صاحب کو ایک باکردار، محنتی اور علم دوست شخصیت کے طور پر پروان چڑھایا۔

تعلیمی پس منظر

ڈاکٹر ناصر نے اعلیٰ تعلیم کے مختلف مراحل میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ وہ ایم ایس سی، ایم اے، ایم ایڈ، بی۔جے۔ ایم ایس سی جے، (جرنلزم) پی۔ جی۔ ڈی اے، پی او جی (جرمن) کے فارسی ایڈوانس اور پی۔ ایچ ڈی (نباتیات) کی اسناد کے حامل ہیں۔ ان کی تعلیمی دلچسپی محض نصابی تعلیم تک محدود نہیں رہی بلکہ انہوں نے مختلف زبانوں اور علوم میں گہری علمی بصیرت حاصل کی۔

فی الحال وہ مولانا آزاد کالج آف آرٹس سائنس اینڈ کامرس اورنگ آباد میں صدر شعبۂ نباتات کے منصب پر فائز ہیں اور بطور پروگرام آفیسر (2010 تا حال) اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

تدریسی و تحقیقی خدمات

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کا تدریسی تجربہ لگ بھگ 37 سال سے زیادہ پر محیط ہے۔ ان کی تحقیق اور اختراعی کاوشوں میں ایک نمایاں کارنامہ UK Patent on Hydrophonics Design" ہے، جو انہیں 28 مئی 2024 کو عطا کیا گیا۔ ان کے تحقیقی مضامین ملک کی مختلف یونیورسٹیوں میں حوالہ کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ انہیں ریفر کیا جاتا ھے

وہ قاہرہ یونیورسٹی سمیت متعدد بین الاقوامی اداروں سے علمی روابط رکھتے ہیں اور 10 سے زائد تحقیقی موضوعات پر بطور گائیڈ خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کے 50 سے زیادہ تحقیقی مقالہ جات جو اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں، جبکہ 95 سے زائد قومی و بین الاقوامی کانفرنسوں میں وہ شرکت اور 20 ممالک کا سفر کر چکے ہیں۔

تصانیف و اشاعت

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کے قلم سے 50 سے زائد علمی و سائنسی تصانیف منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ ان کے تحقیقی مقالات ہندوستان، ایران، سعودی عرب، فرانس اور جاپان جیسے ممالک کے علمی جرائد میں شائع ہوئے ہیں۔ انہوں نے 460 سے زائد مضامین مختلف قومی و بین الاقوامی اخبارات و رسائل میں تحریر کیے۔ 140 سے زائد ریڈیائی تقاریر نشر کی جا چکی ہیں اس طرح ان کا علمی سفرنامہ بڑی اہمیت کا حامل ہیں بہرحال

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

اس کے علاوہ ان کی زیر نگرانی کئی سائنسی و ادبی منصوبے انجام پذیر ہوئے، جن میں ماحولیاتی تعلیم کو نویں جماعت کی اردو کتاب میں شامل کرانا ایک قابلِ ذکر کارنامہ ہے۔

اعزازات وایوارڈز کی ایک لمبی فہرست ھے

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی خدمات کے اعتراف میں انہیں درجنوں قومی و بین الاقوامی اعزازات سے نوازا گیا، جن میں چند نمایاں درج ذیل ہیں: 2008 میں: حکومتِ ہند کی جانب سے" بہترین مثالی معلم" کا اعزاز

2010: بھارتیہ سماج اکاڈمی ممبئی کی جانب سے قومی یک جہتی فیلوشپ

2012: فرانس کا بین الاقوامی ہائی کوالٹی تحقیقی ایوارڈ

بھوٹان کا (2014): بہترین سائنسی تحقیق پر اعزاز

مغربی بنگال کا اردو اکیڈمی (2015)، 2017، 2020: اتر پردیش اردو اکیڈمی، 2022,2018,2010 مہاراشٹر اکیڈمی کے ایوارڈز انکی قابلیت مقبولیت کے گواہ ہیں۔ (2023) میں بہترین تحقیقی کارنامے پر جاپان کا بین الاقوامی اعزاز بھی ان ہی کا حصہ رہا

اس کے علاوہ انہیں مختلف جامعات، تنظیموں اور اردو اکیڈمیوں کی جانب سے بھی بارہا خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ ان کا ایک مخصوص شعر جو ان کے ہمیشہ زبان زد رہتا ھے وہ یہ کہ

میری زندگی کا مقصد ہر ایک کو فیض پہنچے
میں چراغ رہگزر ہوں مجھے شوق سے جلاؤ

کے بمصداق ڈاکٹر صاحب کی

سماجی و فلاحی سرگرمیاں لائق تقلید اور قابل تحسین ہیں

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی خدمات محض درس و تدریس تک محدود نہیں بلکہ وہ تعلیمی و سماجی میدان میں بھی سرگرمِ عمل رہے ہیں۔ انہوں نے مہاراشٹر میں میڈیکل داخلہ امتحان اردو میں منعقد کرانے کی کامیاب کوشش کی، طلبہ کو سرکاری اسکیموں سے جوڑنے کے لئے اور طلباء اسکیموں سے استفادہ کریں اسکے لئے انھوں نے نہ صرف مستقل رہنمائی کی، بلکہ اسکیموں کی حصول کیلئے فالو اپ لیتے رہے اور متعدد طلباء کو اسکالرشپس دلانے میں کامیاب رہے اسکے ساتھ ساتھ انھوں نے تعلیمی اداروں میں متعدد سیمینار، بیشمار لیکچرز اور ورکشاپس کا انعقاد کیا۔ اس طویل عرصے میں آپ نے دینی مذہبی و سماجی پروگراموں میں نہ صرف شرکت بلکہ ان کی خصوصی شمولیت بھی خاصی رہی ھے

انہوں نے ادبی میدان میں خاصا رول نبھایا اردو ڈراموں کی تحریر، ہدایتکاری اور انوکھے انداز میں پیشکشی کے علاوہ تعلیمی ثقافتی ڈراموں میں بھی حصہ لیا اور نوجوان نسل کو تخلیقی اظہار کی راہیں دکھائیں۔ تاکہ طلباء وطالبات کی خوابیدہ صلاحیتوں کو جلا مل سکے اس لحاظ سے بجا طور پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر **ادب و سائنس کا حسین امتزاج والی شخصیت رہی ھے**

" آج کا دور سائنس وٹیکنالوجی کا دور ہے جس میں سائنس نے ناقابلِ تصور ترقی کی ہے۔ ایسے دور میں جو گنتی کی کچھ ایسی شخصیات ہیں جنہوں نے اپنی منفرد شناخت بنائی ہیں اپنی جدوجہد، جانفشانی اور محنتِ شاقہ کے ذریعے ایسے کارنامے انجام دیے ہیں جو آج کے طلبہ کے لیے یقیناً مشعلِ راہ ہیں۔"

یہ بات ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی شخصیت پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ انہوں نے اپنی 37 سالہ تدریسی زندگی میں علم، تحقیق اور خدمت کو یکجا کر کے اپنی مثال آپ قائم کی۔

اب جب کہ وہ اپنی طویل تدریسی مدت کے بعد سبکدوشی کی منزل پر ہیں، ان کے شاگرد، رفقاء اور علمی دنیا کے تمام وابستگان ان کے تئیں عقیدت و احترام کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے:

"ان کی زندگی عزمِ محکم، خلوصِ نیت اور مسلسل عمل کا مرقع ہے۔ وہ اپنی خدماتِ جلیلہ کے ذریعے ملک و قوم کے لیے ہمیشہ مشعلِ راہ رہیں گے۔"

ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ناصر کو صحت، خوشحالی اور مزید کامیابیوں سے نوازے تاکہ وہ آئندہ بھی اپنی علمی و سماجی خدمات کا سلسلہ اسی اخلاص کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔

آخر میں ڈاکٹر صاحب کے حق میں ہم بارگاہ اقدس میں دعا گو ہیں کہ

ہر بلندی تم کو دے بلندی کا پیام
ہر افق سے آسمان کرے تمہیں جھک جھک کر سلام

پروفیسر رفیع الدین ناصر: اعلیٰ ظرفی کا عمدہ نمونہ

(حسنِ خدمات پر سبکدوشی کے موقع پر خصوصی مضمون)

پروفیسر ایم۔ اے۔ باری
وائس پرنسپل (سابقہ) مولانا آزاد کالج اورنگ آباد
موبائل : 9422214908

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کو کوئی نہ کوئی اعلیٰ خوبی سے ضرور نوازا ہے۔ اعلیٰ ظرف انسان اس خوبی کو اپنے اور معاشرے کی بھلائی کے لئے اگر استعمال کرتا ہے تو وہ بہت محترم اور ہر دلعزیز ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے ساتھی ڈاکٹر رفیع الدین ناصر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے جس کا فائدہ انھوں نے اپنے طلباء کو، اپنے اداروں کو، اپنے سماج کو اور اپنے خاندان کو بہت بے لوث طریقے سے پہنچایا ہے۔ آج جب وہ اپنی ۳۵ سالہ اعلیٰ بے نظیر کارکردگی مکمل کر کے حسن خدمات سے علیحدہ ہو رہے ہیں تو اُن کے ساتھ گذارے ہوئے وہ تمام خوشگوار لمحات یاد آ رہے ہیں جو طلباء اور اداروں کی ترقی میں کارگر ہیں۔

میرا اور اُن کا ساتھ بچپن سے رہا۔ اُن کی پیدائش بھی بیڑ کے اعلیٰ خاندان میں ہوئی۔ والد سید نصیرالدین صاحب (مرحوم) ضلع پریشد اسکول بیڑ میں معلم تھے تو والدہ رابعہ بیگم صاحبہ (مرحومہ) گرلز اسکول بیڑ میں معلمہ تھیں۔ والدین نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم سے نوازا۔ اس پر نانا جان نصراللہ خان آتش کی سرپرستی اور پھر بعد میں خالہ جان محترمہ عائشہ سلطانہ خان کی زیر نگرانی میں شروع سے درجہ اول میں کامیابیاں حاصل کیں۔ بڑی بہن محترمہ سیدہ فاطمہ زہرہ بحیثیت پرنسپل اور منجھلی بہن محترمہ مظہر سلطانہ بحیثیت ٹیچر حسن خدمت سے سبکدوش ہوئیں۔ اس طرح کے اعلیٰ تعلیمی پس منظر میں ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کے نصابی اور ہم نصابی جوہر کھلنے لگے۔ اس بناء پر ملیہ کالج بیڑ سے بہترین اداکار کا ایوارڈ حاصل کرنے کے بعد آربی اٹکل کالج گیورائی سے بہترین کھلاڑی کا اعزاز حاصل کیا اور پھر جب مولانا آزاد کالج اورنگ آباد میں داخلہ لیا تو اُن کے جوہر اور کھل گئے۔ یہاں پر انھوں نے اردو، مرہٹی، ہندی، انگلش زبانوں میں کئی تحریری و تقریری مقابلوں میں شرکت کر کے کالج کے لئے اعزازات حاصل کئے۔ وہ مولانا آزاد کالج کے ابھی تک کہ واحد طالب علم ہیں جنھوں نے یوتھ فیسٹول میں عسکری سرکی رہنمائی میں شرکت کر کے گولڈ میڈل حاصل کیا۔ آزاد کالج کی ۶۳ سالہ تاریخ میں کوئی دوسرا طالب علم ابھی تک اس اعزاز سے سرفراز نہیں ہوا۔ اسی بنیاد پر انھیں بہترین مقرر اور بہترین مصنف کا اعزاز اس وقت کے مرکزی وزیر سیاحت جناب مفتی محمد سعید کے ہاتھوں دیا گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے اپنے طلباء پر خوب محنت کی اور اپنے دس سالہ انچارج شپ میں بارہا کوشش کی کہ یہ ریکارڈ ٹوٹے لیکن طلباء صرف انعام دوم تک پہنچ پائے۔

ہم نے دیکھا کہ رفیع الدین ناصر نے اپنے تعلیمی سلسلہ کو منقطع نہیں کیا۔ اپنی تدریس کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ انھوں نے ارباب مجاز سے اجازت لے کر ایم ایس سی کے علاوہ بی ایڈ، ایم ایڈ، بی جے، ایم سی جے، بی جی ڈی اے، پی ایچ ڈی کے ساتھ ساتھ جرمن اور فارسی زبانوں کی ڈگریاں حاصل کیں اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔

از قلم: پروفیسر ایم۔ اے۔ باری

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی پیشہ وارانہ زندگی کا آغاز بحیثیت معلم حلقہ دوانائیک اسکول ویجاپور ضلع اورنگ آباد سے ہوا۔ انھوں نے یہاں پر انتہائی جانفشانی سے اپنی خدمات انجام دیں۔ وہاں کے لوگ آج بھی انھیں بہت احترام کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس کو مجھے بہ نفس نفیس دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ انھوں نے ویجاپور میں نہ صرف اپنی خدمات فراہم کیں بلکہ اپنے کئی ساتھیوں کو وہاں متعارف کرایا۔ اس کے بعد جب وہ ذاکر حسین کالج اورنگ آباد میں بحیثیت لیکچرر جوائن ہوئے تو ایک سال تک ہر اتوار ویجاپور جا کر بچوں کی رہنمائی، بے لوث طریقے سے کرتے رہے۔ ایک سال کے بعد جب ڈاکٹر زکریا نے ان کا انتخاب مولانا آزاد کالج میں کیا تو یہاں سے ان کی صلاحیتوں کو جلا ملی، جس کو دیکھ کر اگلے سال ڈاکٹر رفیق زکریا نے ان کا تبادلہ نئے قائم شدہ اورنگ آباد کالج فار ویمن میں کیا، جہاں پر پرنسپل محمد شفیع کی نگرانی میں انھیں بہت سے امور انجام دینے میں مدد ملی۔ پرنسپل محمد شفیع کا اُن پر اعتماد اور اِس اعتماد کو برقرار رکھ کر کالج کی ترقی میں انھوں نے جی جان سے کوششیں کیں۔ سینئر سائنس کالج کا قیام اُس میں تدریس کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ جونیئر کالج کے سپروائزر کی حیثیت سے نئے کورسیس، نئے ڈویژن کا آغاز، بوٹنی کے ساتھ ساتھ زولوجی کی تدریس اور اُس کے بعد بہترین نتائج، کئی طالبات کا میڈیکل اور دیگر پیشہ وارانہ کورسیس میں داخلہ ان کی کامیاب جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ میں ان کی ان تمام کاوشوں میں میں شانہ بہ شانہ رہتا تھا۔ اس لئے مجھے ان کی تمام جدوجہد کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ آج جب وہ اپنی خدمات سے سبکدوش ہو رہے ہیں تو یہ تمام باتوں کا اعادہ ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے جہاں پر تعلیمی میدان میں اعلیٰ مقام حاصل کیا وہیں پر وہ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی اسی طرح پیش پیش رہے۔ تقریری مقابلوں کا، کوئز مقابلوں کا، تحریری مقابلوں کا انعقاد کرنا اور اُس میں پیش پیش رہنا یہ اُن کی دلچسپی رہی۔ کئی موقعوں پر انھوں نے نہ صرف ڈرامے لکھے بلکہ اس کو ڈائریکٹ کیا، پروڈیوس کیا اور کئی انعامات بھی حاصل کئے۔ تعلیمی حلقوں کے احباب انگشت بدنداں رہ گئے کہ ایک سائنس کا معلم کس طرح اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا رہا ہے اور کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

ڈاکٹر رفیق زکریا کے روبرو لب کشائی کی کسی کی بھی ہمت نہیں ہوتی لیکن ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے اس وقت کے حالات کے پیش نظر ڈی ایڈ کالج شروع کرنے کی تجویز رکھی تھی تو ڈاکٹر زکریا نے مختلف امور پر تبادلہ خیال کے بعد اسے شروع کرنے کی ذمہ داری دی۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے اپنی تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ضلع پریشد، ڈپٹی ڈائریکٹر اور حکومت سے اس کی منظوری حاصل کی۔ اسی دوران اُن کی اعلیٰ ظرفی کو دیکھ کر محکمہ تعلیم نے ان کے کوائف منگوائے جو بعد میں انھیں قومی اعزاز کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ چنانچہ ۵ ستمبر ۲۰۰۹ء کو صدر جمہوریہ کے ہاتھوں دہلی میں انھیں قومی اعزاز برائے معلم ۲۰۰۸ء کے حکومت ہند کے اساتذہ کے سب سے اعلیٰ اعزاز سے سرفراز کیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اورنگ آباد ڈویژن میں پھر کوئی دوسرا اس اعزاز سے آج تک سرفراز نہیں ہوا۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کا یہ اعزاز پورے علاقہ کے لئے باعث افتخار ہے۔ اس کے پیچھے ان کی بے شمار کارکردگیاں ہیں، وہ ۵۰ بہترین سائنسی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اُن کے ۴۶۰ سے زائد سائنسی تعلیمی اور ادبی مضامین دنیا بھر کے اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔ ۱۴۰ سے زائد ریڈیو، ٹی وی تقاریر دنیا بھر کے چینلس سے نشر ہو چکی ہیں۔ ۵۰ تحقیقی مقالات عالمی طور پر شائع ہوئے ہیں۔ چار طلباء نے اب تک ان کی زیر نگرانی پی ایچ ڈی مکمل کی جبکہ تین طلباء اپنی تحقیق مکمل کر رہے ہیں۔ ان کی تحقیق پر حکومت آسٹریلیا

اور حکومت ہند نے پیٹنٹ عطا کیا۔ ابھی تک ۱۰۰ کانفرنسوں میں وہ اپنے مقالات پیش کر چکے ہیں۔ جس کے لئے انھیں ۲۰ ممالک نے مدعو کیا۔ جہاں پر انھوں نے ان ممالک میں نہ صرف کلیدی خطبات دیئے بلکہ کئی اجلاس کی صدارت بھی کی۔ ان میں جاپان، فرانس، بھوٹان، نیپال اور نیدرلینڈ جیسے ممالک نے اعلیٰ تحقیقی اعزازات سے سرفراز کیا۔ ان کی سائنسی خدمات کے اعتراف میں مہاراشٹر اسٹیٹ ساہتیہ اکیڈمی ہربل ساوتری ساہنی انٹرنیشنل سوسائٹی لکھنؤ، بھارتیہ وکاس سماج ممبئی، اسوسی ایشن آف مسلم پروفیشنل نے اعزازات سے نوازا۔ اس کے علاوہ ان کی کتابوں پر مغربی بنگال، بہار، اتر پردیش اور مہاراشٹر اردو اکیڈمیوں نے اعزاز سے نوازا۔ وہ ۲۰۱۰ء سے قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی کے سائنس پینل کے ممبر ہیں۔ حکومت ایران کی دعوت پر تین مرتبہ انھوں نے ایران کا سرکاری دورہ نہ صرف کیا بلکہ اپنے کئی قابل ساتھیوں کو بھی سفر ایران کے سفر کے لئے کامیاب سفارش کی۔ اسی وجہ سے ایران کلچر ہاؤس ممبئی کے ساتھ مولانا آزاد کالج کا معاہدہ کروا کر فارسی کورس کی تدریس شروع کروائی اور بعد میں کئی پروگرام کے انعقاد کا سنگ میل ثابت ہوئے۔ این ایس ایس کے تعاون سے رسول پورہ میں ڈیم بنانے میں اپنی ناقابل فراموش خدمات پیش کیں۔ رقم کی کمی پر اپنے جیب سے خطیر رقم قرض حسنہ کے طور پر فراہم کی جو ابھی تک واپس نہیں آئی۔ کالج فار ویمن کے لئے 2F اور 12B کی منظوری کے لئے ان کی کامیاب کوشش آج تک فیض پہنچا رہی ہے۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر میں ایسی بہت سی انفرادی خصوصیات موجود ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ علاقہ کہ واحد سائنسی مصنف ہیں جن کی کتاب پر ۴ دسمبر ۲۰۰۴ء کو بی بی سی ریڈیو نے تبصرہ پیش کیا۔ قاہرہ یونیورسٹی، مصر اور سینٹرل یونیورسٹی ساؤتھ افریقہ نے انھیں پی ایچ ریفری مقرر کر کے کئی تحقیقی مقالہ جات کی جانچ کروائی۔ جس طرح اورنگ آباد کے قلمکاروں نے اورنگ آباد کی نثری تاریخ اور شاعری کی تاریخ پر خامہ فرسائی کی۔ اسی طرح ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے اورنگ آباد کے پودوں کی معلومات کو رنگین تصاویر کے ساتھ مرتب کر کے شائع کیا، جس کی اردو زبان میں کہیں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ قرآن شریف میں موجود نباتات اور طب نبویؐ میں مذکورہ پودوں کی علاقائی دستیابی کی معلومات فراہم کر کے اپنی قوم کے تئیں اپنی سائنسی خدمات پیش کیں۔ اُن کی اپنی اعلیٰ خدمات کی وجہ سے کئی ٹی وی چینلس بشمول دور درشن، ای ٹی وی نے ڈاکیومینٹری نشر کی۔ رسائل نے مخصوص شمارے شائع کئے۔ اخبارات نے ان پر مضامین شائع کئے۔ حکومت نے پروجکٹس کو منظور کئے۔ سائنسی انجمنوں نے فیلوشپ عطا کی۔ سینٹرل بورڈ دہلی نے اپنے نویں جماعت کی کتاب میں ان کا ایک سبق تدریس کے لئے شامل کیا۔ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی یہ اعلیٰ ظرفی ہے کہ وہ اپنے تعلقات اور مراسم کا فائدہ ہمیشہ اپنے اداروں اور سماج کو پہنچاتے رہے۔ چنانچہ پری میڈیکل داخلہ کورس کو مرکزی سرکاری سے منظوری حاصل کر کے کامیابی سے تکمیل کو پہنچایا۔ مولانا آزاد فائنانس کارپوریشن سے کئی طلباء کو اسکالرشپ منظور کروائی۔ اسکولی طلباء کے لئے سائنسی فیر و ورکشاپس کا انعقاد، کالج کیمپس میں موجود فلورا کو مرتب کرنا، فروٹ آرکیڈ اور بوٹینکل گارڈن کی تیاری کے ساتھ ساتھ ڈپارٹمنٹ کے لئے ریسرچ سینٹر منظور کروانا، یہ ان کے چند اہم کام ہیں۔

ایک مثالی معلم کیسے ہوتا ہے یہ ڈاکٹر رفیع الدین ناصر نے قدم قدم پر ثابت کیا۔ کالج کی تمام ادبی، ثقافتی، تعلیمی، سائنسی سرگرمیوں کا انعقاد کرنا، وقت پر کلاس میں جانا، وقت پر نصاب مکمل کرنا، بہترین نتائج حاصل کرنا اور ہر محاذ پر خوش دلی سے کام انجام دینا، یہ ان کی سرشست میں شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ والدین کی خدمات، اولاد کی تربیت، افراد خاندان سے مراسم، دوستوں کی محفل کے علاوہ شہر کے ہر ادبی، سماجی، سائنسی، ثقافتی، تعلیمی، مذہبی تقریبات میں شرکت اور ذمہ داری کی پابجائی کس طرح کرتے ہیں تو ان کا جواب رہتا Active

※※person is a active everywhere

اب چونکہ وہ فرائض منصبی سے علیحدہ ہو رہے ہیں لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ خدمات سے کبھی سبکدوش نہیں ہوں گے۔ ان کی تحقیقی، تحریری، ایڈمنسٹریٹو سرگرمیاں یقیناً معاشرے کے لئے کارگر ہوں گی۔

ڈاکٹر رفیع الدین ناصر کی تمام سرگرمیوں کا احاطہ ان مختصر سے سطور میں کرنا ممکن نہیں ہے پھر بھی دریا کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں بصد احترام دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے چہیتے رفیع الدین ناصر کو صحت و تندریسی و خوشیوں کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

Daily Tameer-e-Siyasat Newspaper Owner Printer Publisher Editor Quazi Makhdoom Shafiuddin has Printed at RM Printers Barshi Road Beed 431122 Maharashtra at published at office daily Tameer Nagar Parishad Complex Bashir Gunj Beed Maharashtra. Mobie : 9270574444 Email: Hinditameer@gmail.com, Website:WWW.dailyTameer.com